اُمُّ المؤمنین

حضرت

خدیجۃ الکبریٰ رضہ

تالیف

نیرّ ندیم

ناشر

نفیس اکیڈیمی

اسٹریچن روڈ۔ کراچی

14

جملہ حقوق طباعت واشاعت

بحق

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک

نفیس اکیڈیمی اسٹریچن روڈ کراچی محفوظ ہیں،

طبع اوّل ـــــــــ اگست ۱۹۸۴ء

طبع دوم ـــــــــ دسمبر ۱۹۸۴ء

آفسٹ ایڈیشن

قیمت ـــــــــ روپے

طابع

نفیس اکیڈیمی

کراچی

فون: ۲۱۳۳۰۳

NAFEES ACADEMY URDU BAZAR KARACHI

Marfat.com

عرضِ ناشر

از چوہدری طارق اقبال گاہندری

نفیس اکیڈمی تاریخ اسلام اور دینِ محمدیؐ کی نشرواشاعت کے لیے بساط بھر جو خدمات انجام دیتی رہی ہے، وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ راقم الحروف کے والد مرحوم قبلہ چوہدری اقبال سلیم گاہندری پر بارشِ رحمت وانوار کرے۔ جنہوں نے خداوند کریم پر بھروسا کرکے تقسیم پاکستان وہند سے پہلے حیدرآباد دکن میں اس ادارے کی بنا، ڈالی۔ ابھی ادارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہی ہوا تھا کہ حالات نے پلٹا کھایا اور بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ آزادی کی نعمت دسرت میسر ہونے کے باوجود یہ عجیب پُرآشوب دور تھا۔ مہاجرین سب ایک حال میں تھے۔ نئی زمین، بے زر، بے گھر بے در، اثاثہ نام خدا، طرح طرح کی مشکلات اور دشواریاں اس پر مستزاد۔ چوہدری صاحب مغفور ہمت ہارنے والے آدمی نہ تھے۔ محنت اور جفاکشی ان کے خمیر میں تھی۔ تجربے اور لگن کی کمی نہ تھی اپنے پیشے اور تجارت میں ان کو جو سوجھ بوجھ اور مہارت حاصل تھی وہ نہ صرف ان کے لئے بہترین اثاثہ تھی۔ بلکہ بہت سے نوآموز اور کم تجربہ ساتھیوں کیلئے بھی مشعل راہ بن گئی۔ اللہ کا نام لے کر اور مشکلات پر رفتہ رفتہ قابو پاکر انہوں نے پاکستان میں ازسرنو نفیس اکیڈمی قائم کی۔ ان کی نیک نیتی، ایمانداری، محنت اور ذہانت کا ثمرہ ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے اس کا شمار معتبر ترین اور مستند ومشہور اشاعتی اداروں میں ہوتا ہے اور اس کی کتابیں

ہر اچھے کتب خانے کی زینت ہیں۔ چوہدری صاحب کی رحلت کے بعد اس بارگراں کی ذمہ داری راقم الحروف کے ناتواں کاندھوں پر آپڑی۔ میری ہر ممکن کوشش ہے کہ چوہدری صاحب مرحوم نے جو سرسبز پودا لگایا تھا وہ پھلے پھولے اور تناور درخت بنے اور میں حتی الامکان اس کی آبیاری کروں اور ان کے نیک مشن کی تکمیل ہی میرا نصب العین ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب مرحوم کے زمانۂ حیات میں اکیڈمی کی بہت سی کتابیں چھپی تھیں۔ ان میں اکثر کی مسلسل مانگ ہے۔ حسب ضرورت ان کی مکرر اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ بعض کتابوں کے مسودات ان کی زندگی میں تیار ہو چکے تھے۔ اشاعت زیر غور تھی۔ اب وہ تکمیل کے مراحل میں ہیں کچھ کتابیں مدتوں پہلے چھپی تھیں اب نادر و کمیاب ہیں رفتہ رفتہ ان کی بھی تجدید اشاعت ہوگی۔ مزید برآں مستند و معتبر تاریخی و اسلامی حوالہ جاتی کتب اور تراجم کتب کا بھی ایک جامع و مبسوط منصوبہ بنایا گیا ہے اور بتدریج اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔

بھاری بھرکم کتابوں کے سیٹ اور گراں قیمت کتابوں کے علاوہ اشاعتی منصوبے کی ایک ضروری شق یہ بھی ہے کہ سیرت رسولؐ، امہات المومنینؓ، اہلبیت اطہارؑ، خلفائے راشدینؓ، صحابۂ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، بزرگانِ شریعت و طریقت اور مشاہیرِ اسلام پر سوانح و تذکار کا ایک کتابی سلسلہ شروع کیا جائے جو گیٹ اپ کے اعتبار سے خوبصورت اور صاف ستھرا اور قیمت کے لحاظ سے عام قارئین کے لئے قابلِ خرید ہو۔ کتاب کا مواد جامع، مستند اور غیر نزاعی ہو اور زبان عام فہم، سلیس اور دل نشیں ہو۔ اس کتابی سلسلے کا ہدف خواص کے علاوہ عامۃ المسلمین کے مطالعے تک رسائی ہے۔

بحمد اللہ اس سلسلے کا آغاز ہو چکا ہے اس کی پہلی کڑی "حضرت عائشہؓ" از مائل خیر آبادی

Marfat.com

تھی۔ اور اس ضمن میں دوسری اور زیرِ نظر کتاب حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ ہے جسے ہماری فرمائش پر جناب نیر ندیم (کراچی ٹیلیویژن سنٹر) نے محنت سے تحریر فرمایا ہے۔ ہمارے لیے یہ بات باعث سعادت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کے بعد ہم حضرت خدیجہ ؓ کی حیاتِ مطہرہ پر ایک ایمان افروز کتاب طبع کر رہے ہیں۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے فضائل و مناقب حیطۂ تحریر میں نہیں آسکتے۔ آپ رسول کریم ؐ کی اوّلین رفیقۂ حیات، ان کی ممدوحہ ہیں، ملیکۃ العرب، قریشیہ اور امت مسلمہ کی ماں ہیں۔ آنحضرت ؐ کا سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ ؓ سے ہوا اور جب تک آپ زندہ رہیں حضور ؐ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ یہ وہ پاک بی بی ہیں جو رسول مقبول ؐ پر سب سے پہلے ایمان لائیں، اس وقت تک مردوں اور عورتوں میں سے کوئی شخص بھی ایمان نہیں لایا تھا۔ آنحضرت ؐ کی تمام اولاد سوائے جناب ابراہیم ؑ کے حضرت خدیجہ ؓ کے بطن سے ہوئی۔

ابتدا میں رسول اکرم ؐ کو دعوتِ اسلام کے سلسلے میں جن بے شمار دشواریوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس میں حضرت خدیجہ ؓ کی سبقت و استقامت ایمان، بے مثال خدمت و رفاقت، قربانیاں اور دولتِ کثیرہ کا راہ خدا میں خرچ ایسی باتیں ہیں جو نہ صرف ان کی شخصیت کا خصوصی امتیاز ہیں بلکہ اس میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ؐ نے حضرت عائشہ ؓ کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

> وہ (خدیجہ ؓ) مجھ پر ایمان لائیں جب لوگ میری رسالت کے منکر تھے، اور انہوں نے میری تصدیق کی جب کہ لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور انہوں نے اپنے مال سے میری ہمدردی کی جب کہ لوگوں نے مجھے اپنے مالوں سے محروم رکھا اور ان سے مجھے اللہ نے اولاد نصیب فرمائی جب کہ دوسری عورتیں مجھ سے نکاح کر کے اپنی اولاد کا باپ بنانا گوارا نہیں کرتی تھیں۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ رسالت مآبؐ حضرت خدیجہؓ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ بلاشبہ ام المومنین حضرتِ خدیجہؓ جیسی معزز، مقدس، صابر اور وفاشعار بی بی کی حیاتِ پاک تمام مسلمانوں کے لئے اور بالخصوص مسلم خواتین کے لئے ایک مثالی اور قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی زندگی کے حالات کا ہم، آپ اور سارے مسلمان بغور مطالعہ کریں اور دین و دنیا کی فلاح کے لئے اس کا ہر ممکن اتباع کریں۔

یوں تو سیرت و سوانح کی مختلف کتابوں اور تذکروں میں ام المومنین کے جستہ جستہ حالات و کوائف مل جاتے ہیں اور ہر مسلمان اِن سے کسی حد تک واقف ہے لیکن بد قسمتی سے اردو میں چند ایک چھوٹی موٹی اور معمولی درجے کی کتابوں کے کوئی ایک جامع اور باقاعدہ سوانحی کتاب حضرت خدیجہؓ کی شخصیت پر سردست دستیاب نہیں۔ ہمارے خیال میں پیش نظر کتاب اسی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک سعیٔ جمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کارِ خیر اور ذمہ داری سے مقدور بھر عہدہ برار ہوئے۔ کوئی کتاب و تحقیق حرفِ آخر نہیں ہوتی۔ یہ ایک بشری کوشش ہے لہذا باوجود تمام تر احتیاط کے سہو و خطا کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اختلاف رائے بری بات نہیں لیکن استدعا ہے کہ ازراہ کرم اپنی رائے کو نزاعی یا منفی رنگ نہ دیجئے کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ دوسری گذارش یہ کہ کتاب پڑھنے کے بعد اگر آپ اپنی مثبت رائے یا تعمیری تنقید سے آگاہ کرسکیں تو ہم آپ کے شکر گذار ہوں گے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ کا تعارف جب قدم قدم پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمادیا ہو اور یہاں تک فرمادیا ہو کہ جب زمانہ تکذیب کر رہا تھا تو آپ رسالت کی تصدیق کر رہی تھیں تو ایسی صورت میں زبانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ادا ہونے والے الفاظ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے تعارف کے لئے کافی ہیں۔

ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے غلام کی حیثیت سے دل میں ہمیشہ یہ تڑپ رہی کہ ان برگزیدہ اور محترم شخصیتوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم حاصل رہے جن کے بارے میں رسالت مآب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ تعریف و توصیف کے الفاظ ادا کئے ہوں۔ ان محترم شخصیتوں نے اپنی نفی کرکے خدا کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثبات کیا ہے' ان میں جو اسماء ہائے گرامی تاریخ میں محفوظ ہیں اُن میں بلا شبہ اور بلا شک جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا نام نامی اسم گرامی سرفہرست ہے۔ آپ نے زندگی نبوت پر نثار کردی۔ یہی نہیں سورہ کوثر کی تفسیر آپ کی زندگی سے عبارت ہے۔

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا جب سے تاریخ کے صفحات پر ابھری ہیں اسی وقت سے آپ کی زندگی اپنے زمانے کی دیگر خواتین سے منفرد اور افضل رہی ہے۔ آپ کی فراست نے رسالت کے نور کا مشاہدہ کیا' اور ہر مصیبت اور

Marfat.com

تکلیف میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوصلے کا سبب بنیں۔ ایک عامی مسلمان کی حیثیت سے مجھے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی ذات سے وہی عقیدت ہے جو ایک حق شناس کو ہونا چاہیئے۔ میری ہمیشہ یہ خواہش اور تمنا رہی کہ میں جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں۔ آپ کی زندگی کے یوں تو لاکھوں بلکہ اَن گنت پرتو ہیں، مگر سخاوت آپ کی طبعیت کا عنصر عظیم تھی۔ آپ کے نقش قدم پر چلنے کی سعی میں مجھے یہ اچھا محسوس نہ ہوا کہ میں آپ کے بارے میں جو معلومات حاصل کروں انہیں اپنی ذات تک محدود رکھوں۔

اِس تالیف کے سلسلہ میں تاریخ اور احادیث کی بہت سی کتابوں سے بالواسطہ اور بلاواسطہ استفادہ کا موقع ملا ہے۔ بعض جگہ مورخین اور محدثین نے تاریخی حوالوں سے بیان کیا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا علم دوسروں کو پہلے ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن لوگوں کے ذریعہ سے ہوا مجھے ان منازل میں کہیں تسامح اور کہیں غلو آمیز عقیدت کا احساس ہوا۔ تاہم جن حوالوں سے میں نے یہ کتاب تالیف کی ہے اُن کے بیانات میں کسی قسم کی تحریف نہیں کی گئی۔

میں نے حوالوں اور واقعات میں حتی المقدور احتیاط برتی ہے تاہم غلطی اور سہو کے امکانات سے کوئی مبرا نہیں ہے اگر کہیں کوئی سہو یا فروگذاشت ہوئی ہو تو اس کی نشان دہی میرے لیے باعثِ ممنونیت ہوگی۔ عرضداشت اس دعا پہ تکمیل کرتا ہوں کہ خواتین ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی سیرت پاک کو سامنے رکھیں اور دین و شریعت کا وہ عملی نمونہ پیش کریں جو اسلام چاہتا ہے جس کی کھوج میں دنیا بھٹک رہی ہے (آمین)

نیر نسیم۔ کراچی۔ جولائی ۱۹۸۲ء

Marfat.com

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

- آپ دنیا کی وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے اسلام قبول فرمایا۔
- آپ نے سب سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق فرمائی۔
- دنیا کی پہلی خاتون ہیں جنہیں حرم رسول میں شرف زوجیت حاصل ہوا۔
- پہلی خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے فریضہ نماز ادا کیا۔
- آپؓ واحد خاتون ہیں جن سے آل محمدؐ اور نسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ جاری ہوا۔
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عمر آپ کی رفاقت اور ایثار کو یاد فرمایا۔
- آپ اسلام کی بہت بڑی محسنہ ہیں۔
- آپؓ وہ ہستی ہیں جنہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت فرمائی۔
- آپؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی ساری دولت

Marfat.com

نچھاور کر دی

- ○ جب تک آپؓ زندہ رہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔
- ○ آپؓ امہات المومنین میں وہ واحد ہستی ہیں جن سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر ام المومنین حضرت عائشہؓ رشک فرماتی تھیں۔
- ○ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے لواحقین اور متعلقین تک سے شفیقانہ سلوک فرماتے تھے۔
- ○ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے سال وفات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا۔

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرفان، تزویج اور تصدیق

پورے شہر میں چہ میگوئیاں اور حیرت آمیز سرگوشیاں ہونے لگیں۔ ان چہ میگوئیوں اور سرگوشیوں میں منفی پہلو کوئی نہیں تھا، البتہ لوگ یہ خبر سن کر بہت حیران تھے کہ ایسی خاتون جس نے بڑے سے بڑے رئیس اور امیر سے امیر تاجر کے پیغام کو مسترد کر دیا۔ ایک غریب اور سادہ سے نوجوان سے شادی پر تیار ہے۔

یہ سرگوشیاں شہر کی مختلف محفلوں سے ہوتی ہوئی اس خاتون کے عالی شان مکان تک بھی پہنچ گئی تھیں۔ ایک سہیلی نے بہت رازدارانہ انداز میں کہا۔

"میں نے یہ کیا سنا ہے!"

"کیا۔ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا؟"

"اسے غلطی سمجھو تو غلطی ہے، بہر صورت تمہاری دولت، تمہارا عالی شان گھر، حسب نسب، تمہارے مالِ تجارت سے لدے ہوئے اونٹ ان سب کی موجودگی میں شہر کے امیروں اور رئیسوں سے کسی کا انتخاب کر لیتیں۔"

ایک اور سہیلی نے کہا

"تم چاہو تو آس پاس سے کوئی بلند پایہ رشتہ مل جائے۔"

ایک سہیلی تو بہت دور کی کوڑی لائی۔

"تم نے انتخاب بھی ایسے نوجوان کا کیا ہے جس کے ماں باپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور وہ خود اپنے چچا کی زیر کفالت ہے۔"

جب سب سہیلیوں کی گفتگو ہو چکی تو خاتون نے بہت ملائمت اور نرمی سے کہا۔

"دولت کا کیا ہے، آج ہے کل نہیں رہے گی۔ عالی شان مکانوں کی زندگی کیا ہے! لمحوں کی زندگی ہے۔ یہ سب امیر خاوند تو دلا سکتی ہیں مگر ایسا شخص جس نے کسی آلودگی میں اپنا دامن تر نہ کیا ہو اور جس کی صداقت اور پاکبازی کی قسم اس کے دشمن بھی کھاتے ہوں، کیا میرا تمام مال و دولت اس کا بدل ہو سکتا ہے؟"

سہیلیاں خاموشی سے ہمہ تن گوش تھیں۔

"وہ شخص جسے تم غریب اور بے یار و مددگار سمجھتی ہو اس خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس خاندان کے ہم حلیف رہے ہیں۔ وہ بنو عبد مناف کا ستارہ ہے اور میں بنو عبد العزیٰ سے تعلق رکھتی ہوں۔ ہمارے خاندان نے ہمیشہ بنو عبد مناف کا ساتھ دیا ہے۔"

سہیلیوں کو یقین ہوتا جا رہا تھا کہ ان کی سہیلی نے جو فیصلہ کیا ہے وہ سطحی اور سرسری نہیں ہے۔ انہیں نظر آ رہا تھا کہ اس فیصلے میں جذباتیت نہیں بلکہ شعوری استدلال شامل ہے۔

Marfat.com

"تم لوگ اس شخص کو صرف ظاہری طور سے جانتی ہو۔ معلوم ہے کہ وہ جب میرا مال تجارت لے کر گیا تو اس نے سب سے زیادہ نفع دیا۔ میرا غلام میسرہ ہمراہ تھا۔ اُس نے جو کچھ دیکھا وہ تمہیں متحیر کردے گا۔"

"کوئی معجزہ، کرشمہ؟"

"ایک معجزہ ہو تو کہوں، اُس شخص کی دیانت، اخلاق، شرافت، امانت کی تو دنیا قسم کھاتی ہے۔ یہ اُس کی ذات کے ناقابل تردید معجزے ہیں۔ میسرہ کا کہنا ہے، سفر تجارت کے دوران کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جو اخلاقی کمزوری میں شمار ہو۔ نہ راستے میں، نہ کاروبار کے وقت اور نہ سہواً کسی بت کی قسم ان ہونٹوں سے سُنی گئی۔"

"تم نے اتنی ساری تعریفیں کردی ہیں کہ مجھے تمہاری قریبی سہیلی ہونے کے ناطے اس بارے میں کچھ نہ کچھ کرنے کی تحریک ہورہی ہے۔" ایک سہیلی نفیسہ بنت منبہ اس تمام گفتگو کا لب لباب سمجھ چکی تھی۔

"ابھی ایک بات اور سُن لو۔ یہ جو تم میں سے ایک نے کہا ہے کہ اُن کے والدین نہیں ہیں اور ایک چچا کی کفالت میں ہیں تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسا چچا تو قابلِ رشک ہے۔ وہ انہیں اپنے فرزندوں سے زیادہ چاہتا ہے۔ اس وقت تک دسترخوان پر ایک نوالہ کسی کو نہیں کھانے دیتا جب تک کہ اپنے بھتیجے کو نہ کھلادے۔ اپنے بھتیجے کی جان کی حفاظت کے لئے اُن کے بستر پر اپنے بچوں کو سُلا دیتا ہے۔"

نفیسہ نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ میں تمہاری ایک ایک بات کا

مطلب سمجھ گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ تم نے اپنے پہلے دو شوہروں کی وفات کے بعد تنہا رہنے کا جو ارادہ کیا تھا تم اس پر اب اصرار نہیں کر رہی ہو۔"

"ہاں۔ تم ٹھیک ہی سمجھی ہو۔ میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ ان میں مجھے اس خواب کی تعبیر نظر آتی ہے۔"

"خواب — مگر خوابوں کی باتیں جیتی جاگتی زندگی میں کہاں سچ نکلتی ہیں۔"

"میرا خواب سچا ہے۔ میں اپنے عم زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے پوچھ چکی ہوں۔ اس کے معتبر ہونے میں کسی کو شک نہیں ہے۔"

"خدیجہ! خواب کیا تھا اور تعبیر کیا ہے۔ تم نے تو ہمیں سچ مچ حیرت کے سمندر میں دھکیل دیا ہے۔" ایک سہیلی نے دریافت کیا۔

"میں نے خواب[1] میں دیکھا کہ ایک سورج آسمان سے میرے گھر میں اتر آیا ہے اور سارا شہر اس کے نور سے جگمگا اٹھا ہے۔ ورقہ نے بتایا ہے کہ میری شادی ایسے شخص سے ہوگی جو صاحبِ نبوت ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ نوجوان ہی وہ سورج ہے۔ میرے دل میں کوئی آہستہ سے سرگوشی کرتا ہے۔" خدیجہ خوش نصیبی کے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔"

سہیلیاں تو رخصت ہو گئیں۔ مگر اس گفتگو نے اس عالی شان

---

[1] خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا۔ از ثمینہ توفیق مصری۔

Marfat.com

مکان میں روشنی اور خوشبو بکھیر دی۔ یہ مکان مکہ کا بہت معروف مکان تھا۔ اس تجارتی شہر میں یوں تو اور بھی امیر تاجر تھے جن کے قافلے دور دراز کے شہروں کو مال لے جاتے تھے اور دولت کما کر لاتے تھے۔ مگر اس گھر کی شان نرالی تھی۔ یہاں سے جو تجارتی قافلہ روانہ ہوتا تھا اُسے دیکھ کر اہلِ مکہ رشک کرتے تھے۔ کچھ لوگ حسد کی آگ میں بھی ضرور جلتے ہوں گے مگر حاسدوں کی کبھی یہ ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنے دل کی آگ اپنے ہونٹوں تک لائیں۔ جب تجارتی قافلہ لوٹ کر آتا تو دولت دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی تھیں۔ یہ گھر خدیجہ بنت خویلد کا گھر تھا۔

خدیجہ کی تجارت

جناب خدیجہ بنت خویلد جس عہد میں زندگی بسر کر رہی تھیں وہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ جس قدر اخلاقی اور سماجی برائیاں ممکن ہیں وہ سب پورے عرب میں عام تھیں۔ مکہ تجارتی مرکز ہونے کے باعث دولت اور ثروت کا مرکز بھی تھا۔ اس لئے خرابیوں نے اس شہر کو کچھ زیادہ ہی اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اس اخلاقی انحطاط کے زمانے میں جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اپنے حسن کردار اور نیک سیرتی کی بناء پر معروف تھیں۔ تجارت میں انہوں نے کبھی جھوٹ اور مکر و فریب سے نفع نہیں کمایا تھا۔ ان کی ایمان داری اور شرافت پر لوگوں کو یقین تھا۔ تجارتی لین دین کرنے میں یا سامانِ تجارت دوسرے شہروں تک لانے لے جانے

Marfat.com

میں کوئی شخص پس وپیش نہیں کرتا تھا۔ سب لوگ جانتے تھے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا معاوضے اور اجرت کی ادائیگی میں کھری اور سچی ہیں۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نفع میں لوگوں کو شریک بنا کر تجارتی قافلے بھیجتی تھیں۔ لیکن اُن کی نگاہ بھی ایسے لوگوں پر پڑتی تھی جو نیک طینت اور پارسا ہوتے تھے۔ وہ خود ایماندار تھیں اس لئے ایمان داری اُن کے نزدیک محبوب وصف تھا۔ وہ تجارت میں ایچ پیچ کی سخت مخالف تھیں اس لئے انہیں وہی لوگ پسند آتے تھے جو تجارت کو شریفانہ ذریعہ آمدنی تصوّر کرتے ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ جناب ابو طالب کے بھتیجے کی امانت اور دیانت کا حال سُن کر ان کے دل میں تمنّا پیدا ہوئی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے تجارتی قافلے جانے کی خواہش کریں۔[۱]

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اپنا مال تجارت خوشی خوشی جناب ابو طالب کے بھتیجے کے سپرد کر دیا۔ ابو طالب کے بھتیجے کی خوبیاں اور اوصاف حمیدہ تو مکہ کا بچہ بچہ جانتا تھا۔ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے کان ان تعریفوں سے خوب واقف تھے۔ مگر تجارتی معاملت نے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو مزید معترف کر دیا۔ اُن کے غلام میسرہؓ نے سفر تجارت کا جو نقشہ کھینچا اس نے جناب

۱؎ سیرت ابن ہشام حصّہ اوّل' ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۱۸۱

۲؎ "نقوش سیرت" حصہ اول از ڈاکٹر طہ حسین مترجم حافظ رشید احمد ارشد مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۴۴

خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو باور کرا دیا کہ ابو طالب کا بھتیجا کوئی عام شخص نہیں ہے بلکہ نوع انسانی میں ایسا انسان ہو ہی نہیں سکتا۔

یہ وہ زمانہ ہے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی عمر صرف پچیس برس تھی۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اعلانِ نبوت بھی نہیں کیا تھا۔ یہ شرف تاریخ اسلام میں سب سے پہلے صرف حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو حاصل ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی عظمتوں کا اعتراف قلبی بھی کیا اور اس پر یقین بھی کیا۔ اُن کے یقین کا ثبوت حفاظت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور محبت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم پر استقلال سے جمے رہنا ہے۔ خود حضورؐ کا جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے اس یقین کے بارے میں واضح ترین قول موجود ہے۔ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے ذکر پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے کہا۔[۱]

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم آپ ہر وقت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا ذکر کیوں کرتے ہیں وہ ایک بوڑھی اور بیوہ عورت تھیں۔ خدا نے اُن کے بدلے اُن سے بہتر بیوی آپ کو دی۔"

یہ سُن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا۔

---

[۱] "مسلمانوں کی مائیں"۔ از رازق الخیری طباعت ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۰۵

Marfat.com

"عائشہ! ایسی بات مت کہو۔ خدیجہ نے اس وقت میری تصدیق کی جب تمام قوم میری تکذیب کے درپے تھی۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی جب تمام لوگوں نے میری باتیں سننے سے انکار کردیا تھا۔ اس نے اس وقت مجھ پر اپنا مال خرچ کیا جب کوئی شخص مجھے ایک درہم بھی دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف اسی کے ذریعہ اولاد عطا فرمائی۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس واضح ارشاد کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی عظمت اور احترام کے جواز کے لئے کسی اور شے کی ضرورت نہیں رہتی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے بارے میں ہر تاریخ صاف طور سے بیان کرتی ہے کہ وہ مکے کی امیر ترین خاتون تھیں۔ ان کی تمام دولت شجرِ اسلام کی آبیاری پر صرف ہو گئی۔ جب کفار مکہ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے رفقاء کا بائیکاٹ کیا تو شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور رہنے کے دوران جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی دولت ختم ہو گئی۔ یہی نہیں جناب ابو طالب کی جمع پونجی بھی اسی دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی عظمت قائم رکھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیام کی صداقت کے تحفظ میں صرف ہوئی۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اہل اسلام کی ہر ممکن مدد فرمائی۔ پہلی ہجرت کے دوران مسلمانوں

Marfat.com

کی اعانت جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے مال سے ہوئی۔ جب نماز فرض ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ باوضو ہو کر نماز پڑھنے کی سعادت جناب خدیجۃ[1] الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو حاصل ہوئی۔ یا پھر حضرت[2] علی علیہ السلام اس سعادت سے بہرہ مند ہوئے تھے۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی تمام عظمتوں میں سب سے افضل شرف وہی ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یعنی

"خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اس وقت میری تصدیق کی جب تمام قوم میری تکذیب کے درپے تھی۔

شادی کی پیش رفت

رسالت کی تصدیق میں تقدیم اولین ایسا شرف ہے جس کا اعزاز صرف اور صرف جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو حاصل رہا ہے۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا جو ارادہ فرمایا وہ اسی جذبے کی ایک مثال ہے۔ وہ اپنے اس ارادہ میں اس قدر پختہ تھیں کہ انہوں نے ہر اعتراض کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اپنی بہترین سہیلی نفیسہ کو اس ضمن میں معاون بنایا۔ بعض روایات میں نفیسہ کو رشتہ کی بہن اور بعض میں کنیز بھی بتایا

---

[1] و [2] طبری جلد اوّل (اردو ترجمہ) مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۸۳

سیرت ابن ہشام جلد اوّل، مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ ۱۹۶۶ء

Marfat.com

گیا ہے۔

نفیسہ بنت منیّہ اس شادی میں پیغامبر بنیں۔ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا۔

"میں آپ کو ایک ایسی خاتون بتاؤں جو ہر لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معیار کے مطابق ہو۔"

یہ سُن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے معلوم کیا۔

"ایسی کون سی عورت ہے؟"

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بتایا گیا کہ "خدیجہ" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حیرانی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خیال تھا کہ شاید حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا راضی نہ ہوں۔ نفیسہ کے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رضامندی کا اظہار کر دیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی رضامندی تو موجود تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ان لوگوں میں سے تھیں جو ایک نبی کی آمد کے منتظر تھے۔ آپ اس دورِ پُر آشوب میں بھی اپنی پاک بازی اور نیک سیرت کی بناء پر طاہرہ کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔ قبل از اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ

27867

Marfat.com

وآلہ وسلم سے نکاح سے پہلے بھی جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اہلِ مکہ کے نزدیک محترم، معزز اور حسب نسب میں اعلیٰ سمجھی جاتی تھیں۔ دولت مندی میں اُن کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔ اسلام کی تبلیغ کا آغاز ہوا تو انہوں نے دولت اپنے پیارے شوہر کی نذر کر دی۔ اپنے جذبہ ایمانی کی بدولت اور اپنے شوہر کے طفیل انہیں رہتی دنیا تک برگزیدہ مقام حاصل ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جبرئیلؑ کی معرفت جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو سلام کہا ہے۔[1]

سید کرار حسین واعظ اپنی کتاب ملیکۃ العرب میں لکھتے ہیں کہ "شرافت، کرامت، خیر و برکت، فضل و شرف، امارت و سیادت میں یہ خاندان (حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کا خاندان) پورے عرب میں مشہور و معروف تھا۔"

جناب واعظ نے لکھا ہے کہ کفار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہائش مبارکہ پر پتھر پھینک رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا۔

"اے قریش تمہیں شرم محسوس نہیں ہوتی کہ تم اپنی نجیب ترین عورت کے گھر پتھر پھینک رہے ہو"۔ آپؐ کا یہ ارشادِ عالی حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی خاندانی وجاہت اور ان کی طاہرانہ شخصیت کے لئے ایسی عظیم دلیل ہے کہ جس کے بعد مزید کسی دلیل یا تاریخی حوالے کی ضرورت محسوس نہیں کی جا سکتی۔

---

[1] مشکواۃ شریف، باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصل اول حدیث ۲۲/۲ ۵۹

Marfat.com

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ نکاح میں آنے سے قبل بھی عرب کی ایک ایسی خاتون تھیں جن کی پاکبازی شرافت، غربا پروری اور نیکی زبان زد خاص وعام تھی۔ اہل عرب انہیں طاہرہ اور "سیدہ قریش" کے نام سے پکارتے تھے [۱]

ملیکتہ العرب نامی تصنیف میں استیعاب کے حوالے سے یہ روایت درج ہے۔

قال زبیر کانت تدعی فی الجاھیلۃ الطاھرہ

(زبیر کہتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں بھی خدیجۃ الکبریٰ طاہرہ کے لقب سے پکاری جاتی تھیں)

---

[۱] ملیکتہ العرب از کرار حسین واعظ صفحہ ۱۰۸

Marfat.com

باب دوم

پہلا نکاحِ مسنون

Marfat.com

پہلا نکاح مسنون

یہ واقعہ ہی ایسا تھا کہ لوگ انگشت بدنداں رہ گئے۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے بہت سے رؤساء اور امراء کی پیشکشوں کو ٹھکرا دیا تھا۔ انہیں کوئی شخص ایسا نظر ہی نہیں آتا تھا جسے وہ اپنے معیارِ شرافت کے مساوی قرار دیتیں۔ مکّے کے لوگ جان چکے تھے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو شادی کی پیشکش بالکل بے کار ہے۔ کچھ لوگ اُن کی دولت دیکھ کر شادی کے خواستگار تھے۔ کچھ لوگ اُن کے حسب نسب سے اپنا رشتہ استوار کرنا چاہتے تھے۔ کچھ لوگ ایسے تھے جو اُن کی شرافت دیکھ کر شادی کے خواہش مند تھے، لیکن خدائے تعالیٰ اُن کی بزرگی اور برتری اور جود وسخا کے بدلے میں انہیں اپنے محبوب کے لئے منتخب کر چکا تھا۔ خدا کے اس انتخاب میں دنیا کی کوئی طاقت خلل انداز نہیں ہو سکتی تھی۔

اللہ کی مشیت اپنے محبوب بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وقار کو بھی مجروح نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

اگر جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس شادی کی خواستگاری کرتے تو اس کا امکان تھا کہ آپ کے دشمن آپ

Marfat.com

پر یہ الزام لگاتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی امارت کی بنیاد پر رشتہ مانگا لیکن خدائے تعالیٰ نے ایسے انتظامات کیے کہ مخالفین شدید دشمنی کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسا الزام نہ لگا سکے۔ یہ تمنا خدائے قدوس نے پہلے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے دل میں پیدا کی۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اس خواہش کا اظہار اپنی سہیلی نفیسہ سے کیا اور یوں یہ رشتہ بحسن وخوبی طے پا گیا۔

اہلِ مکہ اس بات پر حیرت زدہ تھے۔ انہیں یہ دونوں باتیں عجیب وغریب لگ رہی تھیں، ایک تو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا شادی پر تیار ہو جانا اور وہ بھی مکے کے ایسے نوجوان سے جسے اہلِ مکہ نے بکریاں چراتے اور خود جناب خدیجۃ الکبریٰ کا مال تجارت لے جاتے دیکھا تھا۔

اس نکاح کی خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز واقارب اور جناب خدیجۃ الکبریٰ کے رشتہ داروں ہی تک محدود نہیں رہی بلکہ یہ اپنی نوعیت کی ایسی خبر تھی کہ دوسرے قبیلے بھی اُسے سُن کر لے اُڑے کسی نے کہا۔

"کمال ہو گیا۔ یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی"

کوئی بولا "کہاں جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا جیسی امیر خاتون اور کہاں بکریاں چرانے والا پچیس سال کا نوجوان اور وہ بھی

Marfat.com

اپنے چچا ابوطالب کے زیر کفالت ۔"

اس قسم کی باتیں لوگ کرتے تھے۔ مگر ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے اس قسم کی باتوں کو کم و بیش وہی کچھ کہہ کر رد کر دیا جو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اپنی سہیلیوں کے اعتراضات رد کرنے کے سلسلہ میں کیا تھا۔ ایک معمر قریش نے کہا۔

"تم اس قسم کی باتیں بنا کر اپنی بے وقوفی کا ثبوت دے رہے ہو۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔ ان کے والد اور ان کے چچا ابوطالب ایک ہی ماں کے[1] بطن سے ہیں۔ اُن کا لقب الامین ہے۔ خدیجہ بنت خویلد کو اس سے اچھا رشتہ نہیں مل سکتا۔ اور تم لوگ جو بار بار حیران ہوتے ہو اس کی کوئی تُک میری سمجھ میں نہیں آتی ۔"

اِس قسم کے مسترد کر دینے والے جوابات نے لوگوں کی زبانیں بند کر دیں۔ لوگ خوب سمجھتے تھے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والد مرحوم حضرت عبداللہ اور جناب ابوطالب ایک ہی ماں کے بطن سے ہیں اور ابوطالب اپنے بھتیجے سے اپنے فرزندوں سے زیادہ محبّت رکھتے ہیں۔ اس محبّت کے ثبوت "مکے" کے ایک ایک شخص پر آشکار تھے۔

---

[1] طبری، حصّہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی صفحہ ۸۰ (اردو ترجمہ)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نو سال کی عمر کے تھے کہ شام کے ایک راہب بحیرا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پیش گوئی کردی تھی۔ سب لوگ جانتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کبھی لہو لعب کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ آپ کی شرافت سارے مکے پر اس طرح عیاں تھی جیسے سورج کی روشنی ہو۔

نکاح کا خطبہ

شادی طے ہوگئی۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے قبیلہ مضر کے تمام سردار موجود تھے۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو جناب ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا[1]۔ یہ خطبہ اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع ہوا اور اس کا اختتام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعریف و توصیف پر ہوا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ خطبۂ نکاح حمد اور نعت کا خوب صورت ترین امتزاج تھا۔ پورے خطبہ میں بت پرستی کا شمہ برابر تاثر نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبّت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ خطبہ یوں شروع ہوا[1]۔

---

[1] "ابوطالب مومن قریش" از علامہ عبداللہ خنیزی مترجم حیدر جوادی کراروی اور تاریخ ابن خلدون حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی صفحہ ۳۲۶ (اردو ترجمہ)

Marfat.com

الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراھیم و ذرع
اسماعیل وضلطی معد وعنصر مضر وجعلنا حصنۃ بیتہ
وسواس حرمہ وجعل لنا بیتا محجوجا وحرمًا امنا وجعلنا
حکام الناس ثم ان ابن اخی ھذا محمد بن عبد اللہ لا
یوزن رجل الدرجح بہ شرفا وعلۃ ونضلًا وعقل فان
کان فی المال قل فان المال ظل زائل وامر حائل وعاریۃ
مترجیفد ومحمد قد عرفتم قرابتہ وقد خطب
خدیجہ بنت خویلد وبذل لھا ما آجلہ وفاجاء
کذوھو اللہ لعبد ھذا لہ بناء عظیم وخطر جلیل
جسیم

"میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہمیں ابراہیم کی نسل اور اسماعیل کی اولاد ہونے کی عزت بخشی، جس نے ہمیں قبیلہ مضر جیسے ممتاز اور معزز قبیلے کا فرد بنایا، جس نے ہمیں اپنے گھر کا نگہبان اور اپنے حرم کا محافظ مقرر کیا۔ حرم و کعبہ ہمارے حوالے کرکے ہمیں تمام لوگوں کا حاکم بنایا۔ یاد رکھو میرا بھتیجا محمد ابن عبداللہ شرف و نجابت فضل وعقل کے اعتبار سے تمام دنیا سے افضل ہے۔ اگرچہ اس کا دامن مالِ دنیا سے خالی ہے، لیکن مال ہے کیا۔ ! مال تو ڈھلتی چھاؤں ہے۔ ایک پلٹا کھاتی ہوئی شے ہے۔ ایک واپس ہونے والی رعایت ہے۔ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے واقف ہو۔ اب انہوں نے خدیجہ

Marfat.com

بنتِ خویلد کو پیغام دیا ہے۔ میں اپنے بھتیجے کا نکاح خدیجہ بنت خویلد سے کرتا ہوں۔ یاد رکھو محمد بڑا اور جلیل القدر انسان ہے"۔

جناب ابو طالب نے اس خطبے کے ذریعہ نہ صرف اپنے بھتیجے کی عظمت کا اعلان کیا بلکہ اپنے عقائد کے لیے بھی ثبوت فراہم کر دیا۔ اُن کے خطبے سے بتا دیا کہ وہ لفظ اللہ کا ادراک رکھتے ہیں۔ ذریت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی بزرگی کے قائل ہیں۔ حرم کعبہ کے تقدس کا عرفان رکھتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے بھتیجے کی عظمت اور بزرگی کے معترف ہیں۔ انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں بتا دیا کہ اُن کے نزدیک مال اور دولت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وہ دولت و ثروت کو وصف نہیں سمجھتے بلکہ شرافت کو اعلیٰ صفت گردانتے ہیں۔

جناب ابو طالب اپنے بھتیجے کے ولی کی حیثیت سے خطبہ ادا کر رہے تھے۔ اس خطبے کے جاہ و جلال اور طرزِ خطابت سے تاریخ کے اس مقولے پر ایمان آتا ہے کہ عرب فصیح و بلیغ مزاج رکھتے تھے۔ عموماً تاریخ کے طالب علم کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ کیا جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی جانب سے کوئی فاضل و عالم شخص وہاں موجود نہیں تھا۔ کیا صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے ولی کی حیثیت سے جناب ابو طالب کے خطبہ نکاح نے معاملہ طے کر دیا تو ایسا نہیں ہے۔

Marfat.com

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی جانب سے ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے۔¹

"خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں یہ بلندی اور سرفرازی عطا کی ہے۔ اے ابو طالب، بلاشبہ خدا نے تمہیں وہ شرف عطا فرمایا ہے جس کا تم نے ابھی ذکر کیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ تمہیں فضیلت اور بزرگی حاصل ہے۔ تمہارے خاندان کی برتری اور نجابت سے کسی کو انکار ممکن نہیں ہے۔ کوئی تمہارے فخر و امتیاز کی تکذیب نہیں کر سکتا۔ ہماری تمنّا ہے کہ تم سے رشتہ قائم ہو جائے تاکہ ہم بھی اس شرف کے حصّہ دار بن سکیں۔"

اِس گواہی سے حضرت ابو طالب اور ورقہ بن نوفل کے نام تاریخ میں محفوظ ہو گئے ہیں۔ جناب ابو طالب اور ورقہ بن نوفل اِس نکاح سے تاریخ اسلام میں زندۂ جاوید ہو گئے ہیں۔ آئیے جناب ابو طالب سے پہلے ورقہ بن نوفل کے بارے میں تاریخی حقائق معلوم کر لیں۔

ورقہ بن نوفل

ورقہ بن نوفل جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے چچا زاد بھائی

---

¹ فاطمہؑ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ از:- رئیس احمد جعفری صفحہ ۴۰

Marfat.com

تھے۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے والد کا نام خویلد ہے۔ اور دادا کا نام اسد ہے۔ اُن کے دادا اسد کے پانچ بیٹے تھے۔ مطلب، خویلد، نوفل، حارث اور عمرو۔ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے حقیقی چچا نوفل کے بیٹے ورقہ تھے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے نکاح کے وقت جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے والد انتقال کر چکے تھے۔ اس پُر مسرت تقریب کے موقع پر اُن کے حقیقی رشتہ داروں میں ان کے چچا عمرو بن اسد اور عم زاد بھائی ورقہ موجود تھے۔ عمرو بن اسد نے اس موقع پر اپنی دلی مسرت اور خوشی کا اظہار بھی کیا تھا۔

ورقہ بن نوفل بُت پرستی کے عہد میں بھی خدا کے قائل تھے اور خدا کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اُن کا ایمان تھا کہ بہت جلد ایک نبی مبعوث ہوگا جو سب لوگوں کو حق کی طرف دعوت دے گا اور تمام باطل عقائد کو مسترد کر دے گا۔ انہیں یقین تھا کہ آنے والا نبی بُت پرستی اور شرک کو مٹا کر دم لے گا۔ وہ ایک نبی کے منتظر تھے اور یہ تمام باتیں اس گفتگو سے ثابت ہیں جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سے کی تھیں۔

ورقہ بن نوفل اپنے زمانے کے باہمت اور مخلص شخص تھے۔ وہ قریش کی محفلوں میں شریک ہوتے تھے اور نیکی اور بھلائی کے امور میں اہلِ قریش کے ہمراہ رہتے تھے۔ لیکن وہ اُن کی جاہلانہ باتوں اور بُت پرستی سے سخت گریزاں تھے۔ وہ بت پرستی کو سخت ناپسند کرتے تھے اور قریش کو گمراہ سمجھتے تھے۔ اُن کے دل میں حق کی تلاش کا جذبہ موجزن تھا۔ انہیں قریش کی گمراہ کن رسموں اور عقائد پر دُکھ ہوتا تھا۔ وہ ان کی اصلاح کی ہمت تو نہیں کر سکتے تھے مگر اس بات پر انہیں کلّی اختیار تھا کہ وہ حق کے راستے کو اپنانے کی کوشش کریں۔ اسی جستجو اور تلاش میں وہ بلادِ روم بھی گئے تھے۔ سچّے دین کی تلاش میں وہ راہبوں سے ملے اور آخر کار انھوں نے عیسائیت قبول کرلی تھی۔ جو اعلانِ اسلام سے پہلے اہلِ حق کا مسلک تھا۔

عیسائیت کے پیرو ہونے کے باوجود انہیں اپنے ہم قوموں سے محبّت تھی۔ وہ بلادِ روم سے مکّے واپس آئے۔ ورقہ بن نوفل اپنے عقائد کی ادائیگی میں مصروف رہتے۔ وہ اہل قریش کے عقائد سے راضی تو نہیں تھے مگر اہلِ قریش کو ناراض کرنے کا حوصلہ نہیں تھا اس لئے اُن کے عقائد پر تبصرہ اور تنقید کرنے سے گریز کرتے تھے۔ قریش میں اُن کی بہت عزّت تھی

Marfat.com

عموماً لوگ اُن کے مشورے کو صائب اور درست تسلیم کرتے تھے۔ جناب خدیجتہ الکبریٰ نے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو پیغام بھیجنے سے قبل ورقہ بن نوفل سے مشورہ کیا تھا۔

ورقہ بن نوفل کے صائب الرائے ہونے پر نہ صرف اُن کے اہلِ خاندان کو یقین تھا بلکہ تمام اہلِ مکہ اُن سے اختلاف عقائد کے باوجود ایک گونہ محبّت رکھتے تھے۔ وہ مکّہ میں سب سے بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے حق کا راستہ ڈھونڈنے میں دوسرے مذاہب کے عالموں سے بھی ملاقاتیں کی تھیں۔ اور اُن کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا تھا۔ جب حضرت خدیجتہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے شادی کے بارے میں رائے مانگی تو انہوں نے کہا کہ

"میں عرصے سے اس بات کا انتظار کر رہا ہوں کہ وہ نبی کب آئے گا جو باطل کو مٹائے گا۔ کتابوں میں جو نشانیاں بتائی گئی ہیں اُن میں "مکّے" کا ذکر ہے۔ اور عیسائی عالموں کے مطابق اس نبی کا ظہور قریب ہے۔ اب جب مجھے محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ابن عبداللہ کا حال معلوم ہوا ہے تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم میں مجھے وہ نشانیاں

نقوش سیرت حصّہ اوّل از طٰہٰ حسین، مترجم حافظ ارشد مطبوعہ نفیس اکیڈمی صفحہ ۵۷

Marfat.com

صاف طور سے نظر آتی ہیں۔ مجھے اس بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ نبوّت کے منصب پر سرفراز ہوں گے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ وقت کب آئے گا۔"

اِس موقع پر ورقہ بن نوفل نے صرف پیشن گوئیوں کا ہی تذکرہ نہیں کیا بلکہ اپنی چچیری بہن خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سے اس خواہش کا بھی اظہار کیا تھا کہ

"تمہیں جب اپنے اِس مقصد میں کامیابی ہو جائے تو مجھے اطلاع ضرور دینا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں میرا بھی کچھ دخل رہے۔"

یہ ورقہ بن نوفل ہی تھے جنہوں نے جناب خدیجۃ الکبریٰ کے خواب کی تعبیر بیان کی تھی۔ خواب میں جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے سورج کو اپنے گھر میں اترتے اور اس کی روشنی سے مکہ کی وادیوں اور گھروں کو پُرنور ہوتے دیکھا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے اس کی تعبیر بتاتے ہوئے کہا تھا۔

"خدیجہ یہ خواب بہت مبارک ہے۔ عنقریب تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے ہوگی جسے اللہ تعالیٰ نبوت سے سرفراز کرے گا۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اِعلان

رسالت سے قبل ورقہ بن نوفل انتقال کر گئے تھے۔ مگر محمد ہاشم ٹھٹھوی نے لکھا ہے کہ ورقہ بن نوفل مسلمان ہو گئے تھے[1] اور اُن کا انتقال ۴ نبوت کو مکہ میں ہوا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ورقہ بن نوفل سے بہت محبّت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے سامنے کوئی شخص ورقہ بن نوفل کو بُرا نہیں کہہ سکتا تھا۔ ورقہ بن نوفل کے انتقال کے بعد جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا۔

"ورقہ کس حال میں ہیں"[2]

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا[2]

"اللہ تعالیٰ نے انہیں بہشت میں داخل فرمایا ہے۔ کیونکہ میں نے انہیں سفید کپڑوں میں دیکھا ہے"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اس زمانے میں ورقہ بن نوفل بقید حیات تھے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے اِس ضمن میں گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

---

[1] "نبوت کے ماہ وسال"۔ محمد ہاشم ٹھٹھوی۔ ۴ نبوت کے حالات سے۔
[2] "خدیجہ" از ثبینہ توفیق مصری۔

Marfat.com

"آپ پر روح القدس نازل ہوئے تھے جو موسیٰ بن عمران پر بھی نازل ہوتے تھے۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نقل مکانی پر مجبور کردے گی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی مدد ضرور کروں گا۔"

ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے نکاح کے موقع پر جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی جانب سے تقریر کی تھی۔ اس خوشی کے موقع پر اصل خطبہ جس شخصیت نے دیا تھا وہ ابوطالب کی ذات تھی۔ ضروری ہے کہ اس شخصیت کی تاریخی حیثیت اور مقام سے بھی آگاہی حاصل ہو جائے۔ تاکہ معلوم ہوسکے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نکاح قبل از نبوت بھی ایک ایسا اہم اور بلند ترین موقع تھا جس کے لئے برگزیدہ اور شرک سے مبرّا افراد پیش پیش تھے۔

ابوطالب

جناب ابوطالب کے والد کا اسم گرامی حضرت عبدالمطلب ہے۔ جناب عبدالمطلب کے بارے میں یہ واقعہ مشہور اور مصدقہ ہے کہ ایک بار ابرہہ اپنا لشکر لے کر کعبۂ مکرمہ پر چڑھ دوڑا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس مقدس عمارت کو منہدم کردے۔ اُس نے جناب عبدالمطلب کے اونٹوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ آپ ابرہہ

سے اپنے اونٹوں کا مطالبہ کرنے گئے، تو اس نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

"تمہیں اپنے اونٹوں کی اس درجہ فکر ہے اور اس گھر کی ذرا فکر نہیں ہے جسے تم مقدس ترین مکان قرار دیتے ہو۔"

جناب عبدالمطلب نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

"میں[1] اونٹوں کا مالک ہوں، مجھے ان کی فکر ہے جو اس گھر کا مالک ہے وہ اس گھر کی حفاظت خود کرے گا۔"

جناب عبدالمطلب کو اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے بے حد محبت تھی یہ جناب عبداللہ ہی تھے جن کے بدلے جناب عبدالمطلب نے سو اونٹوں[2] کی قربانی دی تھی۔ جناب عبداللہؑ کے انتقال کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پرورش جناب عبدالمطلب نے فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر صرف آٹھ برس[3] تھی جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہوا۔

جناب عبدالمطلب نے اپنے چہیتے پوتے کی کفالت کے سلسلہ میں حضرت ابوطالب کا انتخاب کیا۔ حضرت ابوطالب حضرت عبداللہؑ

---

[1] سیرت ابن ہشام حصہ اول۔ مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۴۹
[2] تاریخ طبری حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۲۸
[3] تاریخ طبری حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۵۸

Marfat.com

کے ایسے بھائی تھے جو ایک ہی ماں کے بطن سے تھے۔ اس موقع پر جناب عبدالمطلب نے فرمایا[1]

"اے عبدمناف، تمہیں ایک یتیم اور بے کس کا وصی بناتا ہوں۔"
اس کے بعد انہوں نے شعر پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

"میں نے ابوطالب جیسے تجربہ کار آدمی کو وصی بنایا ہے۔ اس کے بیٹے کا جو مجھے عزیز اور محبوب تھا اور اب جس کے واپس آنے کی کوئی امید نہیں ہے۔" اس کے بعد جناب عبدالمطلب نے کچھ توقف فرمایا اور پھر کہا۔

"دیکھو اس کی حفاظت کرنا۔ اس نے باپ کا لطف نہیں دیکھا نہ ماں کی ممتا۔ یہ تمہارے جگر کی مانند ہے۔ میں نے اپنی تمام اولاد میں تمہیں کو منتخب کیا ہے اس لئے کہ تم اس کے باپ کے حقیقی بھائی ہو۔ یاد رکھو اگر ممکن ہو تو اس کا اتباع کرنا۔ زبان، ہاتھ اور مال سے اس کی نصرت کرنا۔ اس لئے کہ یہ عنقریب سردار بنے گا۔ اسے وہ کچھ ملے گا جو ہمارے آباؤ اجداد میں کسی کو نہیں ملا تھا۔"

ابوطالب نے اس فرض عظیم کو بخوشی قبول کر لیا۔ اور اس قبولیت کا حق بھی ادا کر دیا۔ بعض لوگ اس امر پر معترض ہوتے ہیں کہ جناب عبدالمطلب کو یہ سب کیسے معلوم ہو گیا تھا۔ جب بحیرا راہب پیشگوئی

---

[1] ، [2] ابوطالب مومن قریش، از عبداللہ الخنیزی، ترجمہ حیدر جوادی کراروی

Marfat.com

کر سکتا ہے۔ نسطور راہب کی پیش گوئی درست تسلیم کی جاتی ہے۔ ورقہ بن نوفل کی صداقت کو مانا جا سکتا ہے تو جناب عبدالمطلب کے بارے میں سوئے ظن کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ جناب عبدالمطلب کے بارے میں کسی تاریخ میں بت پرستی کا الزام نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ پر ان کے یقین و اعتماد کا ثبوت ابرہہ والا واقعہ موجود ہے۔ انہیں اپنے پوتے سے جو محبّت تھی اُس کے لئے اُن کی زندگی شاہد ہے۔ جب جناب ابوطالب نے انہیں یقین دلایا کہ وہ اپنے بھائی کے بچّے کی نگہداشت میں سرمو کمی نہیں کریں گے تو جناب عبدالمطلب نے کہا۔ "اب موت آسان ہو گئی ہے۔"

جناب ابوطالب کا نام عمران یا عبد مناف تھا۔ بعض مورخین کے نزدیک ابو طالب بھی ان کا اسم گرامی تھا۔ بعض مورخین اسے کنیت قرار دیتے ہیں۔

جناب ابوطالب کو اپنے بھتیجے سے محبت بھی تھی اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی صداقت کا عرفان بھی تھا۔ ایک مرتبہ قحط پڑا لوگوں نے بارش کے لئے لات و عزیٰ سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا لیکن جناب ابوطالب نے اس رائے کو سختی سے مسترد کر دیا اور اپنے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کر کے دعا مانگی۔ جناب ابوطالب نے جب اپنے بیٹے علیؑ کو جناب رسول اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا تو اس امر پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہی نہیں بلکہ اپنے دوسرے بیٹے جعفرؓ کو بھی ان کے ساتھ شریک ہونے کا حکم دیا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا سامان تجارت لے کر سفر پر روانہ ہوتے تھے تو جناب ابو طالب کی پریشانی دیکھی نہیں جاتی تھی۔ انہوں نے کئی بار خود آپؐ کے پیچھے سفر پر روانہ ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں اس قدر پریشان نہیں ہوئے تھے جس قدر اپنے بھتیجے کی اس جدائی نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے جب حکم خدا کے بموجب تبلیغ کے کام کا آغاز کیا اور دعوت ذوالعشیرہ کا اہتمام عمل میں آیا اس وقت بھی جناب ابو طالب نے اپنے بھتیجے کی باتیں سنیں۔

لوگ روانہ ہوگئے مگر جناب ابوطالب نے اپنے بھتیجے کے حق خطابت کی حفاظت کی۔ اس موقع پر اُن کے صاحبزادے حضرت علیؓ نے اپنے بھائی کے احکامات کی پیروی کا اعلان کیا اور جناب ابو طالب نے انہیں روکا نہیں۔ بلکہ ایک بار تو اپنے بیٹے علی کو حکم دیا۔

Marfat.com

"اے علی رضہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
متابعت میں سکون اور اطمینان ہے۔ انہیں کے
ساتھ رہا کرو۔"

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے
پر چاند رکھ دیں گے تو اس وقت بھی میں اللہ تعالٰی
کے حکم کی تبلیغ کو ترجیح دوں گا۔ اسے اُس وقت
تک ترک نہیں کروں گا جب تک مجھے غلبہ
حاصل نہ ہو جائے یا میں اس راہ میں ہلاک نہ
ہو جاؤں۔"

جناب ابوطالب نے پورے استقلال سے کہا۔

"تم بدستور اپنے کام میں لگے رہو جب تک میرے
دم میں دم ہے میں تمہاری حمایت اور نصرت
کروں گا اور حتی المقدور تمہیں دشمنوں کی ایذا رسانی
سے بچاؤں گا۔"

ایک بار قریش ایک نوجوان کو لے کر جناب ابوطالب کے پاس
آئے اور کہنے لگے:۔

لہ، لہ تاریخ طبری حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۹۲

Marfat.com

"اے ابوطالب تم محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم) کو ہمارے حوالے کردو۔ اس کے بدلے یہ جوان حاضر ہے۔"

اس موقع پر جناب ابوطالب نے کہا

"تم لوگ کیسا اچھا سودا کرتے ہو۔ میں تو تمہارے بیٹے کی پرورش کردوں اور اپنا بیٹا قتل کرنے کے لئے تمہارے سپرد کردوں۔ قسم خدا کی ایسا کبھی نہیں ہوگا۔"

جناب ابوطالب کا انتقال ہجرت مدینہ سے دو ایک سال قبل ہوا۔ اسی سال حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے رحلت فرمائی۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اس سال کو "عام الحزن" یعنی رنج کا سال قرار دیا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے خطبات نکاح کے سلسلہ میں جن شخصیتوں کے نام آتے ہیں وہ جناب ابوطالب اور ورقہ بن نوفل کے نام ہیں ان کے اخلاق و عادات کا تذکرہ اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا نکاح کسی ایسے شخص نے نہیں پڑھایا جس کے دامن پر بت پرستی یا شرک کا داغ ہو۔ یہ دونوں محترم شخصیتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے اعلان نبوت سے پہلے بھی ہر قسم

کے ملحدانہ اور باطل عقائد سے بَری تھیں۔ اُن کی عادتیں اور اخلاق دورِ جاہلیت میں بھی پارسائی اور نیکی سے عبارت تھے۔ اُن کے نیک اور پارسا ہونے پر دنیا کی کسی گواہی کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شہادت موجود ہو۔

تاریخ میں حضرت ابوطالب کے بارے میں تفصیلی معلومات بآسانی دستیاب ہیں۔ جن سے واضح طور سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب ابوطالب اپنے بھتیجے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے ہمیشہ سینہ سپر رہے۔ جناب ابوطالب نے اپنے قول اور فعل سے یہ ثابت کر دیا کہ انھیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور ان کے پیغام کی حفاظت بہرحال مقصود ہے۔

Marfat.com

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبہ وَابُوکریب وابن نمیر قَالوحَدَثنا ابن فضیل عن عُمارۃ عَنْ اَبِی زُرعۃ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ھُریرۃ قَالَ اتی جبریلُ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ ھٰذہٖ خدیجۃ قَد اتتك مَعَھَا اناءٌ فیہِ اِدامٌ اَوطعامٌ اَوْشرابٌ فاذا ھی اتتك فاقرأْ علیھا السلام مِنْ رَبِّھَا عَزَّوجَلَّ ومِنّیْ وَبَشِّرھا بَیْتٍ فی الجنّۃِ مِن قَصَبٍ لاصَخَبَ فیہ ولا نَصَبَ

ابوبکر ابن شیبہ، ابو کریب، ابن نمیر ابن فضیل، عمارہ بن ابی زرعہ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل امین حضرت رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللّٰہ یہ خدیجہ آپ کے پاس ایک برتن لے کر آتی ہیں۔ اس میں سالن ہے یا کھانا ہے یا شربت لہٰذا جب وہ آئیں تو آپ انھیں ان کے پروردگار کی طرف سے اور میری جانب سے سلام کہئے اور جنت میں ایک محل کی جو خول دار موتیوں کا بنا ہوا ہے انھیں خوش خبری سنا دیجئے جس میں نہ کسی قسم کی گونج ہوگی نہ کسی قسم کی تکلیف ہوگی۔ (صحیح مسلم)

باب سوئم

خانوادۂ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

خانوادۂ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

شام کے سائے بڑھنے لگے تھے۔ مکانوں میں چراغ روشن ہو رہے تھے۔ یہ وقت ایسا تھا کہ لا ابالی نوجوان تفریحات اور لہو و لعب پہ مائل تھے۔ ایسے بڑے بوڑھے جو "مکے" کی فضا میں رچ بسے تھے وہ بھی بے مقصد گپ شپ میں مصروف تھے مگر اس وقت بھی "مکے" کا ایک گھر ایسا تھا جہاں قریش کے سمجھدار لوگ باہمی مشاورت کے لئے جمع تھے۔ یہ گھر "مکے" کے ممتاز گھروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے ذخیرے کے گودام ہر وقت بھرے رہتے تھے۔ غلام مختلف کاموں میں مصروف نظر آتے تھے۔ "مکے" کے تاجر تجارتی امور پر صلاح و مشورہ کرنے آتے رہتے تھے۔ جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو قریش کے سردار اس گھر کے دروازے پر دستک دیتے تھے۔ یہ گھر "مکے" کے معاشرتی ماحول میں ممتاز تھا۔ "مکے" کے تجارتی حلقوں میں اسے ایک خاص مقام حاصل تھا۔

اس شام بھی اس گھر میں قریش کے سردار جمع تھے۔ گھر کا مالک خویلد اُن کے استقبال اور اُن کی خاطر مدارات میں مصروف تھا۔ خویلد اپنے گھر پر لوگوں کے اس اجتماع پر بے حد مسرور تھا۔

Marfat.com

اس کے لئے اتنے لوگوں کی خاطر مدارات کوئی بڑی چیز نہیں تھی۔ اس کے پاس دولت اور مال کی کوئی کمی نہیں تھی۔ اسے مکّے کی زندگی میں "مشاورت" کا منصب ملا ہوا تھا۔ یہ منصب اس کے خاندان میں موروثی تھا۔ خویلد جب اپنے تجارتی قافلوں کو دیکھتا تھا، اپنے عالی شان مکان پر اس کی نظر پڑتی تھی، اپنی تجارتی کامیابیاں اُس کی نگاہ میں پھرتی تھیں تو اس کا دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ اُسے سب سے زیادہ خوشی اس مشاورتی منصب سے حاصل ہوتی تھی۔ یہ مرتبہ ایسا تھا جسے اہل مکہ کبھی دولت کے عوض فروخت کرنے پر تیار نہیں ہو سکتے تھے۔ اس منصب کے لئے صائب الرائے اور صاحبِ شعور ہونا ضروری تھا۔ جب خویلد دیکھتا تھا کہ لوگ جزئی اور کلّی تمام امور کے بارے میں مشورہ کرنے اس کے پاس آتے ہیں تو جو دلی مسرت حاصل ہوتی تھی وہ شاید اُسے بڑی سے بڑی تجارتی کامیابی پر بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

خویلد کے پاس خدا کا دیا سب کچھ تھا۔ مگر خویلد کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس کی بیوی فاطمہ کے بطن سے جس بچّی نے جنم لیا ہے اس کی وجہ سے خویلد بن اسد اور فاطمہ بنت زائدہ کا نام رہتی دنیا تک تاریخ کے زندہ حروف میں شامل ہو جائے گا۔ بچّی کا نام خدیجہ رکھا گیا تھا۔ یہ عام الفیل سے پندرہ برس پہلے کا واقعہ ہے۔

یہی خدیجہ جو تاریخ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

کے نام سے یاد کی جاتی ہیں۔ یہ شرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بیویوں میں صرف جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو حاصل رہا ہے کہ جب تک آپ بقید حیات رہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دوسری شادی نہیں کی اور جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دنیا سے پردہ نہیں فرمایا جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو یاد کرتے رہے۔

حسب نسب

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے والد کا نام خویلد اور دادا کا نام اسد ہے۔ اُن کا خاندان قریش کے شریف خاندانوں میں شمار ہوتا تھا۔ ان کے والد کا سلسلۂ نسب یوں ہے[1]

خویلد بن اسد بن عبدالعزّیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

جناب خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے سلسلہ نسب کی صحت

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ جلد ہشتم۔ ذیلی عنوان خدیجہ
تاریخ ابن ہشام جلد اوّل۔ مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۱۸۱

Marfat.com

اور درستگی میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ان کے اجداد کے نام پوری صحت کے ساتھ موجود ہیں۔یہی نہیں بلکہ اُن کی دادیوں کے نام بھی تاریخ میں ملتے ہیں۔

دائرہ معارف الاسلامیہ جلد ہشتم صفحہ ۸۵۹ پر جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے سلسلہ نسب میں جہاں دادا اور پردادا کے ناموں کا سلسلہ عدنان تک دیا گیا ہے وہاں دادیوں کے نام بھی موجود ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ ان کی نانیوں کے نام بھی تواتر اور ترتیب سے موجود ہیں۔

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی والدہ فاطمہ کا نسب اس طرح ہے[۲]

فاطمہ بنت زائدۃ بن اصم بن ہرم بن رواحۃ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے والد اور والدہ کے سلسلہ نسب سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں سلسلے چند پشتوں کے بعد ایک ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

---

[۱]،[۲] دائرہ معارف اسلامیہ حصہ ہشتم۔حروف تہجی "خ" کے ذیل میں

طبقات ابن سعد (صالحات وصحابیات) مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی (اردو ترجمہ)

Marfat.com

جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[1] بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

ان شجرہ ہائے انساب کی روشنی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے بارے میں واضح ہوتا ہے کہ یہ دونوں ذات بابرکات ایک ہی نسب سے تھیں۔ قصی جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے پردادا تھے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد اعلیٰ تھے۔

قصی

قصی[2] کا اصل نام زید ہے۔ اُن کی والدہ کا نام فاطمہ ہے۔ قصی کے والد کلاب کے انتقال کے بعد ان کی والدہ انہیں لے کر شام چلی گئیں۔ کیونکہ یہ اپنی قوم سے دور رہے اس لئے ان کا نام قصی پڑ گیا۔ بڑے ہونے کے بعد یہ چند حاجیوں کے ساتھ مکہ آئے اور یہاں کعبے کے متولی حلیل کی صاحبزادی حبّی سے

---

[1] تاریخ طبری حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی باب اول (اردو ترجمہ)

[2] تاریخ طبری حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۳۸، اور صفحہ ۴۴ (اردو ترجمہ)

Marfat.com

شادی ہوئی اور چار بیٹے ہوئے۔ عبدالدار، عبدمناف، عبدالعزیٰ اور عبدقصی ان کے نام ہیں۔ قصی کے سپرد کعبے کے متولی کا منصب ہوا۔ قصی نے قریش کے معاملات طے کرنے کے لئے دارالندوہ کی بنیاد بھی رکھی۔

قصی نے اپنی عمر کے آخری حصے میں کعبہ کی تولیت کے تمام منصب اپنے بیٹے عبدالدار کے سپرد کر دیئے۔ یہ منصب حجابت، لواء، سقایت، رفادۃ اور دارالندوہ کے انتظامات تھے۔ حجابت سے مراد کعبہ کی دربانی اور کلید برداری ہے۔ لواء، علم برداری کا منصب ہے۔ سقایت حاجیوں کے لئے پانی کا انتظام کرنا ہے۔ رفادۃ غریب حاجیوں کی اعانت کے انتظام کا نام ہے۔ اور دارالندوہ پنچایت گھر سے مراد ہے۔ عبدالدار نے یہ مناصب اپنی آخری عمر میں اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیئے تھے۔ اس سلسلے میں دوسرے بیٹے عبدمناف کی اولاد نے بے حد ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس طرح قریش دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ بنو عبد مناف کی حمایت میں بنو عبدالعزیٰ آگے آگے تھے۔ یہ صورت حال جنگ و جدال کی صورت اختیار کر جاتی مگر قریش کے دانش مندوں نے مناصب کو تقسیم کر کے اس معاملے کو رفع دفع کیا۔ اس طرح عبدالدار کی اولاد کو حجابت، علم برداری اور دارالندوہ کا انتظام ملا اور بنو عبدمناف کے سپرد سقایت اور رفادۃ کا

Marfat.com

عہدہ ہوا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے والد خویلد بنو عبدالعزیٰ سے تعلق رکھتے تھے جنہوں نے بنو عبدمناف کی حمایت کی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد بنو عبدمناف ہیں۔

خاندان

خویلد کے بڑے بیٹے حزام تھے۔ حزام سے چھوٹی بیٹی جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے ایک بھائی عوام ہیں۔ زبیرؓ ان ہی کے صاحبزادے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی ایک بہن کا نام حضرت ہالہ تھا اور ایک کا نام رقیقہ تھا۔[1]

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سمیت بھائی بہنوں کی تعداد پانچ ہے۔ ان میں حزام، عوام اور رقیقہ اسلام سے قبل وفات پا چکے تھے۔ جناب ہالہ نے زمانہ اسلام دیکھا اور اس کی برکتوں سے فیضیاب بھی ہوئیں۔

ولادت

جب ابرہہ نے مکہ مکرمہ پر لشکرکشی کی تو اس وقت جناب

---

[1]، [2] دائرہ معارف اسلامیہ حصہ ہشتم حرف تہجی "خ" کے ذیل میں

Marfat.com

خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی عمر پندرہ برس تھی۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بھائی حزام کے بیٹے جناب حکیم کی روایت ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اُن سے دو سال بڑی تھیں۔ وہ خود واقعہ فیل سے تیرہ برس پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اس حساب سے پندرہ سال پہلے پیدا ہوئیں۔

عام الفیل کے زمانے میں اُس سال جب ابرہہ نے مکے پر لشکر کشی کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی عمر پندرہ برس تھی۔ یہی سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا سال ہے۔ مورخین کا اس بارے میں اختلاف رہا ہے کہ عام الفیل کے وقت عیسوی سن کونسا تھا۔ تاہم تحقیق کے مطابق یہ ۵۷۱ء مانا جاتا ہے۔ اس سن کو درست تسلیم کرنے کے لئے جو دلائل دئیے جاتے ہیں ان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا واقعہ ہے جو ۶۲۲ء ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی کا نزول چالیس برس کی عمر میں ہوا تھا۔ اور اس کے بعد آپ تیرہ سال مکے میں مقیم رہے تھے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ۵۳ برس کی عمر میں ہجرت فرمائی تھی۔ یہ ترپن برس قمری حساب سے ہیں شمسی حساب سے یہ مدت باون برس ہوتی ہے۔ جب ۶۲۲ء

Marfat.com

میں سے باون برس کم کیئے جائیں گے تو ۵۷۰ء حاصل ہوگا۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سن پیدائش بہ حساب سن عیسوی ہے۔ اگر عام الفیل ۵۷۰ تسلیم کیا جائے تو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا سن پیدائش ۵۵۵[1]ء عیسوی بنتا ہے۔

عام الفیل عربوں میں سن اور سال طے کرنے میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ اسے عام الفیل اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سال یمن سے ابرہہ ایک لشکر لے کر مکّے پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس لشکر میں ایک ہاتھی بھی تھا۔

ابرہہ

ابرہہ حبشی النسل تھا[2]۔ اس نے نجاشی کے مقرر کردہ حاکم یمن اریاط سے جنگ کا ارادہ کیا۔ ان دونوں کے درمیان یہ طے ہوا کہ یہ اپنے لشکر کو قتال سے بچانے کے لئے ایک دوسرے سے نبرد آزمائی کرلیں۔ ارباط بہت حسین شخص تھا جب کہ ابرہہ قبول صورت شخص بھی نہیں تھا۔ ارباط نے ایک خاص ہتھیار سے ابرہہ پر وار کیا جس سے اس کی بھویں، آنکھ، ناک اور

---

[1] مسلمانوں کی مائیں، از رازق الخیری صفحہ ۱۵۷

[2] سیرت ابن ہشام، ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۴۰ طبع ۱۹۶۶ء

ہونٹ پھٹ گئے۔ اس موقع پر ابرہہ کے غلام نے پیچھے سے حملہ کرکے اُسے قتل کردیا۔ ارباط کا لشکر بھی ابرہہ کے ساتھ ہو گیا۔

ارباط کے قتل کی اطلاع نجاشی کو ہوئی تو اس نے سخت غصّے میں قسم کھائی۔

"میں اس سرزمین کو پامال کردوں گا اور ابرہہ کے سر کے بال پکڑ کر گھسیٹوں گا۔"

یہ اطلاع ابرہہ کو پہنچی تو اس نے ایک برتن میں یمن کی مٹی بھری اور اپنے سر کے بال مونڈ کر نجاشی کو بھیج دیئے اور لکھا۔

"حضور یمن کی مٹی کو اپنے پیروں تلے پامال کردیں اور میرے سر کے بالوں کے بارے میں جو قسم آپ نے کھائی ہے اُسے پورا کرلیں۔ ارباط بھی آپ کا ایک غلام تھا اور میں بھی ایک غلام ہوں، قابل اطاعت تو آپ ہی کا حکم ہے۔"

نجاشی راضی ہو گیا اور اس طرح ابرہہ اس کی غضب ناکی سے محفوظ رہا۔ ابرہہ نے اس کے بعد صنعاء کے مقام پر ایک بہت شاندار کلیسا بنادیا اور نجاشی کو ایک خط اس دعویٰ کے ساتھ لکھا کہ وہ عربوں کے عزائم حج کا رُخ بھی اس طرف پھیر دے گا۔ ابرہہ نے لشکر جرار کے ساتھ پیش قدمی کی۔ اس واقعہ

Marfat.com

کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ وہ لشکر ہی اپنی خصوصیت کی بناء پر ہاتھیوں والا لشکر کہلاتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے۔

"کیا تو نے نہ دیکھا کہ کیا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ۔ کیا نہیں کر دیا ان کا داؤ غلط اور بھیجے ان پر اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں۔ پھینکتے تھے وہ اُن پر پتھریاں کنکر کی۔ پھر کر ڈالا بھس کھایا ہوا۔ (سورہ فیل)

قرآن پاک نے اس واقعہ کی تفصیلات کو بہت جامع اور مجمل انداز میں پیش کر دیا ہے اور ابرہہ کے لشکر کی شکست کا حال چند الفاظ میں اس طرح بیان کر دیا ہے کہ اس اجمال پر لاکھوں تفصیلات نثار کر دینے کو جی چاہتا ہے۔

جناب عبدالمطلب کا اونٹوں والا واقعہ بھی اسی موقع پر ہوا تھا۔ ابرہہ کے لشکر نے اُن کے دوسو اونٹ پکڑ لیے تھے۔ جناب عبدالمطلب نے جب اپنے اونٹوں کا ذکر کیا تو اُسے بہت تعجب ہوا۔ اس نے ترجمان کے توسط سے کہا۔

"میرے دل میں تو تمہاری بے حد توقیر تھی مگر اب وہ توقیر ختم ہوگئی۔"

"کیوں" جناب عبدالمطلب نے دریافت کیا۔

"میرا خیال تھا کہ تم اس گھر کی بات کرو گے جو تمہارے نزدیک

مقدس ترین مقام ہے۔"

اس پر جناب عبدالمطلب نے فرمایا۔

"میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے اپنے اونٹوں کی بات کر رہا ہوں۔ جو اس گھر کا مالک ہے وہ اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا۔"

تاریخ ابن خلدون کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابرہہ کی لشکرکشی کے پچپن روز بعد اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد جناب عبداللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل وفات پا چکے تھے۔ والد کی وفات کے بعد آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے پرورش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تقریباً آٹھ برس کی تھی جب جناب عبدالمطلب نے انتقال کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب ابو طالب کے سپرد کیا۔ اس موقع پر جناب عبدالمطلب نے کہا تھا کہ "موت مجھ پر آسان ہو گئی ہے۔"

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا مکہ الامین کے نام سے یاد کرتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن کبھی کسی معصیت سے آلودہ نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بُت کو سجدہ نہیں کیا۔ ہمیشہ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نیکی کے امور میں شریک رہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم بارہ یا تیرہ برس کے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے چچا جناب ابوطالب کے ہمراہ بلاد شام بغرض تجارت تشریف لے گئے۔ اس سفر میں بحیرا راہب نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو دیکھ کر جناب ابوطالب سے کہا[1]

"فوراً اس بچے کو واپس لے جاؤ۔ میں اس کے چہرے میں نبوت کے آثار دیکھتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نقصان پہنچا دیں۔"

ابن خلدون نے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عمر ۱۳ برس بیان کی ہے۔ مگر طبری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عمر اس وقت ۹ برس بتائی گئی ہے۔ تاہم عمر خواہ نو برس ہو یا تیرہ برس یہ واقعہ قطعاً درست اور صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جناب ابوطالب کے ہمراہ سفر تجارت پر بلاد شام تشریف لے گئے تھے جہاں بحیرا راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نبوت کے آثار دیکھ لیے تھے اور اس بات سے جناب

---

[1] تاریخ طبری حصہ اول، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۶۰ (اردو ترجمہ)

Marfat.com

ابوطالب کو مطلع کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جناب ابوطالب فوراً واپس تشریف لے آئے تھے۔ اس کے بعد دوسرا سفر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے اسباب تجارت کے ساتھ کیا تھا۔ اس سفر سے واپسی کے تین ماہ بعد جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا نکاح ہوا۔

شادی

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا نکاح جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا اس وقت واقعہ فیل کو پچیس برس گزر چکے تھے۔ اور جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی عمر چالیس برس تھی۔ بعض روایتوں میں نکاح کے وقت آپ کی عمر اٹھائیس برس بھی بتائی گئی ہے۔ مگر عموماً کتب تواریخ کا اجماع اسی پر ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی عمر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے وقت چالیس برس تھی۔ شادی کے اس موقع پر اُن کے والد خویلد زندہ نہیں تھے۔ خویلد کے انتقال کے بارے میں دو روایتیں ملتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جب جنگ فجار ہوئی تو خویلد اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ جنگ فجار سے پہلے انتقال

Marfat.com

کر گئے تھے۔ امام سہیلی کے دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خویلد جنگ فجار سے قبل وفات پاچکے تھے۔ اس روایت کو علامہ شبلی نے سیرت النبیؐ میں درست تسلیم کیا ہے، مگر طبقات ابن سعد میں کہا گیا ہے کہ خویلد جنگ فجار میں کام آئے تھے۔

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے والد کے بارے میں تو مندرجہ با روایات ملتی ہیں۔ مگر آپ کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ کے بارے میں کو تفصیلی یا سرسری اشارہ نہیں ملتا ہے کہ انہوں نے کب انتقال کیا تاہم امر ضرور طے شدہ ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی شاد کے موقع پر وہ حیات نہیں تھیں۔

وعن عائشةؓ قالت ما غِرتُ علیٰ اَحَدٍ من نساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما غِرتُ علیٰ خدیجۃ وما رَاَیتُہَا ولٰکِن کان یُکثِرُ ذِکرھا ورُبَّمَا ذبح الشاۃ ثم یقطِعُھا اعضاءً ثُمَّ یَبعَثُھا فی صدائقِ خدیجۃ فربَمَا قُلتُ لہٗ کانّہٗ لَمْ تکُنْ فی الدنیا اِمراۃٌ الاّ خدیجۃ فیقولُ انما کانت وکانت و کان لی منھا ولدٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں جتنا رشک مجھے خدیجۃ الکبریٰ پر ہوتا ہے اتنا کسی پر نہیں حالانکہ میں نے ان کو دیکھا تک نہیں تھا۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو یاد فرمایا کرتے تھے اور جب آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے کرکے خدیجۃ الکبریٰ (سلام اللہ علیہا) کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے۔ میں بعض اوقات آپؐ سے کہہ دیا کرتی تھی کہ آپؐ کے خیال میں خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی۔ آپؐ اس کے جواب میں فرماتے تھے کہ خدیجہ ایسی تھی اور خدیجہ ویسی تھی اور اس کے بطن سے میری اولاد ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم

آثارِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

آثارِ نبوّت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شادی کے بعد حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے مکان میں آ گئے۔ یہ تاریخی تقریب ۲۵ عام الفیل کو منعقد ہوئی تھی۔

شادی کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے لئے اپنی ساری دولت وقف کر دی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خلوت گزینی پسند کرتے تھے اور غور و فکر میں زندگی بسر کرنا پسند کرتے تھے۔ جناب خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے آپؐ کے روزمرہ امور میں کسی قسم کی مداخلت کبھی نہیں کی بلکہ ہمیشہ آپؐ کو آرام اور سکون بہم پہنچانے کی کوشش میں رہتی تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا جانتی تھیں کہ اُن کے شوہر کوئی عام انسان نہیں ہیں بلکہ نبوت آپ کے لئے مقسوم ہو چکی ہے۔ اُن کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل نے انہیں اس بات سے آگاہ کر دیا تھا۔ خود ان کا غلام میسرہ سفرِ تجارت کے دوران جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے معجزات کا عینی گواہ تھا۔ یہ ایسے امور تھے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا آپؐ پر کامل یقین اور اعتماد رکھتی تھیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگرچہ گوشہ نشینی اور

Marfat.com

غور و فکر کی زندگی بسر کرتے تھے مگر آپؐ ایسے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے جن کا شمار مخلوق خدا کی بہتری کے کاموں میں ہوتا تھا نیکی، صلح اور امن کے کاموں میں حصہ لینا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دل و جان سے مرغوب تھا۔

حلف الفضول

شادی سے قبل جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عمر صرف بیس برس تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مشہور معاہدے حلف الفضول کی تیاری کے وقت بذاتِ خود موجود تھے۔

اسلام سے قبل "حلف الفضول"[۱] کے نام سے دو معاہدے ہوئے ہیں۔ پہلا معاہدہ قبیلہ جرہم کے تین سرداروں الفضل بن وداعہ، الفضیل بن الحارث اور الفضل بن قضاعہ نے کیا تھا۔ کیوں کہ ان سب کے نام میں فضل کا لفظ شامل ہے اس لئے اسے حلف الفضول کا نام دیا گیا۔ ان ناموں میں پہلے نام الفضل بن وداعہ پر سب کو اتفاق ہے۔ اس معاہدے کے تحت طے کیا گیا تھا کہ

"اگر کسی کمزور اور بے بس پر ظلم ہو تو ہم اپنے کنبوں سمیت مظلوم کی اس وقت تک حمایت کریں گے جب تک کہ ظلم کرنے

۱؎ دائرہ معارف اسلامیہ۔ حروف تہجی "ح" کے ذیل میں

والا اس کا حق نہ دے دے۔ یہ معاہدہ تقریباً چار ہزار برس قبل ہوا تھا۔

دوسرا معاہدہ ہجری سن کے آغاز سے ۳۳ برس پہلے ہوا تھا جب یمن کے قبیلۂ زبید کا ایک شخص عمرہ ادا کرنے مکہ آیا اور سامان تجارت بھی لایا۔ ایک گاہک نے اس کے مال کی قیمت ادا کرنے میں لیت و لعل کی۔ جب کسی نے اس کی مدد نہیں کی تو مکے کے ایک پہاڑ پر چڑھ کر اس نے اپنی مظلومی کی داستان اشعار میں بلند آواز میں سنائی۔ اس سے لوگوں میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی اور ایک جلسے میں اس ظلم کی تلافی کے لئے اس تجویز پر اتفاق ہوا کہ شہر میں ظلم کی روک تھام کی جائے۔

بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب بنو زہرہ، بنو تیم اس معاہدے میں شریک تھے۔ ایک روایت کے مطابق بنی الحارث بن فہر یا بنو اسد بن عبدالعزیٰ بھی حلف میں شریک تھے۔ اس معاہدے کے تحت یہ عہد کیا گیا تھا کہ شہر مکہ میں کسی پر ظلم ہو تو ہم سب ظالم کے خلاف مظلوم کی حمایت کریں گے خواہ وہ شریف ہو یا وضیع ہم میں سے ہو یا اجنبی ہو۔ اس معاہدے کو بھی حلف الفضول کا نام دیا گیا۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

طبقات[1] میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بیس سال بتائی گئی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے[2]

"عبداللہ بن جدعان کے گھر میں معاہدے کے وقت موجود تھا۔ میں اس کے معاوضے میں بہت سے سرخ اونٹوں کے ملنے کو بھی پسند نہیں کروں گا۔ اگر اس معاہدے کی رو سے اسلام میں بھی مجھے کوئی بلائے تو میں ضرور اُسے قبول کروں گا۔"

حلف الفضول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرکت اور اس معاہدے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعریفی کلمات اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے امور کی بجا آوری اپنا فرض سمجھتے تھے جن میں ظالم کی مذمت ہی نہیں بلکہ مظلوم کی حمایت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ضروری ہو۔ اس واقعہ کی تفصیل کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ لوگوں سے کھلنا ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور اپنی توجہ غور و فکر پر مرکوز رکھتے تھے۔ لیکن جب ایسے امور درپیش ہوتے تھے جن میں مخلوق خدا کا

---

[1] طبقات ابن سعد مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی (اردو ترجمہ)

[2] سیرت ابن ہشام - ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۱۳۱ طبع ۱۹۶۶ء

فائدہ ہو اور جو امور احکام خداوندی کے مطابق ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان امور میں نہ صرف حصّہ لیتے تھے بلکہ اس کا ذکر بھی فرمایا کرتے تھے۔

تعمیرِ کعبہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان تمام اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے جو دارالندوہ میں ہوتے تھے۔ ان میں عموماً تجارتی اور قومی امور زیرِ بحث آتے تھے۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مشوروں کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ تنہائی میں غور و فکر کرنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں تبحّر، ذکاوت معاملہ فہمی اور صائب رائے پیدا ہو گئی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس برتری کا احساس سارے مکّے کو تھا۔ سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے مشورہ کرتے تھے اور آپؐ کی صداقت کو تسلیم کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ خوبیاں اور ان خوبیوں کی بنا پر مکّے میں انفرادیت پر جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا بے حد مسرور ہوتی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صداقت اور آپؐ پر اہل مکّہ کے یقین کا ثبوت تو اس وقت صاف طور سے تاریخ کو معلوم ہو گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلّم

Marfat.com

نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا۔ اس موقع پر سب لوگوں نے بیک زبان اعتراف کیا تھا کہ انہوں نے کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صادق ہونے کا یہ ثبوت اس وقت کا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال خفیہ تبلیغ اسلام کر چکے تھے۔

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی اس وقت وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔ تاہم جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو احساس تھا کہ اُن کے شوہر بہت بلند مرتبے والے انسان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذہانت اور ذکاوت کے بارے میں جو خبریں ان تک پہنچتی تھیں تو وہ بے حد خوشی محسوس کرتی تھیں۔

ایک واقعہ جس سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا یقیناً بے حد خوش ہوئی ہوں گی شادی سے دس سال بعد پیش آیا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۳۵ برس تھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہانت نے قریش کو خوفناک لڑائی سے بچا لیا۔ ورنہ ان کے درمیان تلواریں نکلتیں تو ہزاروں آدمی اُن کے بھینٹ چڑھ جاتے اور خون کے دریا بہہ جاتے۔

شادی کے دسویں برس قریش نے فیصلہ کیا کہ کعبہ کو منہدم

کرکے اسے دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ وہ کعبہ کی دیواروں کو بلند کرکے اس پر چھت ڈالنا چاہتے تھے[1] کیونکہ کعبے کا خزانہ چوری ہوگیا تھا۔ آخر کار حجر اسود رکھنے کی نوبت آئی۔ اس وقت وہ لوگ آپس میں لڑ پڑے کیونکہ ہر شخص خواہش مند تھا کہ وہی حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے رکھے۔ یہ جھگڑا بے حد طول پکڑ گیا اور چار پانچ راتیں کام بند رہا۔ ایک معمّر شخص ابو امیہ بن مغیرہ نے اس نزاع کا تصفیہ کرنے کے لئے ایک تجویز پیش کی جسے سب نے تسلیم کر لیا۔ اس نے کہا کہ جو شخص اگلے دن سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہو اسے حَکم بنا لیا جائے۔ دوسرے دن سب سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھ کر قریش نے اطمینان کا سانس لیا۔ انہوں نے کہا۔

" بے شک یہ امین ہیں۔ جو تصفیہ یہ کریں گے ہم اُسے تسلیم کرلیں گے۔"

اُن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام معاملہ بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک کپڑا منگایا۔ اپنے ہاتھ سے حجر اسود اٹھا کر اس کپڑے میں رکھا اور قبیلے والوں سے کہا کہ ہر قبیلہ اس کپڑے (چادر) کا ایک کونہ تھام لے۔

---

[1] تاریخ طبری حصّہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۶۶ (اردو ترجمہ)

Marfat.com

جب وہ اس طرح حجر اسود اٹھا کر لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے دست مبارک سے حجرِ اسود اٹھا کر اس کے مقام پر رکھ دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نبوت سے قبل بھی یکسو ہو کر ریاضت اور عبادت کے عادی تھے۔ وہ ہر سال ایک مہینے کے لئے غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔ یہ پہاڑ مکّے سے شمال کی جانب دو ڈھائی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس میں ایک غار تھا اس غار تک پہنچنا بہت دشوار اور مشکل ہوتا تھا۔ رمضان کے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس غار میں تشریف لے جاتے تھے اور پورا مہینہ گزارنے کے بعد تشریف لاتے تھے۔ جب ماہِ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم غارِ حرا تشریف لے جاتے تھے تو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ضرورت کا تمام سامان تیار کر کے دیتی تھیں۔

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کر کے بے حد خوش ہوتی تھیں۔ انہوں نے اپنی دولت کا صرف ایک مقصد قرار دے لیا تھا۔ کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے وقف ہو گی۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جنبشِ ابرو سے پہلے دولت نچھاور

Marfat.com

کر دیا کرتی تھیں۔ اب اس دولت کا مصرف تجارت اور نفع کمانے کے بجائے غریبوں، مسکینوں اور مسافروں کی امداد کرنا تھی۔

غارِ حرا

جناب خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی دلی تمنا تھی کہ ان کی دولت اُن کے شوہر پر خرچ ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کائنات پر غور کرنے اور عبادت میں انہماک کے لئے غارِ حرا تشریف لے جاتے تھے تو کبھی آپ خود بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ جاتی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب غارِ حرا سے واپس تشریف لاتے تھے تو کعبۃ اللہ کا سات بار[1] طواف کرتے ہوئے آتے۔ کبھی یہ طواف بڑھ بھی جاتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلّم گھر تشریف لاتے تو جناب خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا استقبال کرتی تھیں۔ اور آپ کو آرام اور سکون پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھیں۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کھانا خود غار لے کر جاتی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی واپسی کا وقت ہوتا تھا اور آپ

---

[1] سیرت ابن ہشام، حصہ اول، مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۲۳۰

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلّم کو آنے میں دیر ہوتی تو مضطرب ہو جاتی تھیں اور لوگوں کو آپ کو لینے کے لئے بھیجا کرتی تھیں۔

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے ایثار اور قربانی کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ یہ صرف اُن کا امتیازی حق ہو گیا۔ ان ہی دنوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر رویائے صالحہ و صادقہ ظاہر ہونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نیند میں سچّے خواب دیکھنے لگے۔

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رمضان کے مہینے میں غار حرا میں عبادت میں مصروف تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ اس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گھر واپسی میں دیر ہوئی تو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا بے حد مضطرب ہو گئیں۔ آپ نے لوگوں کو بھی تلاش کے لئے بھیج دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا[1]۔

"میرے پاس جبرئیلؑ اس وقت آئے جب میں سو رہا تھا۔ وہ ایک ریشمی کپڑا لائے جس پر کچھ لکھا تھا۔ مجھ سے کہا "پڑھ"۔ میں نے کہا۔ "میں پڑھا نہیں ہوں۔ مجھے پڑھنا نہیں آتا ہے۔" جبرئیلؑ نے پکڑ کر مجھے بھینچا، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا

---

[1] سیرت ابن ہشام، حصّہ اول مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۲۳۰

Marfat.com

اب موت ہے، پھر چھوڑ دیا اور کہا "پڑھ" میں نے پھر کہا میں نہیں پڑھ سکتا۔ پھر جبریلؑ نے مجھے بھینچا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے۔ جبریل نے مجھے پھر چھوڑ دیا اور پھر کہا "پڑھ" میں نے کہا۔ کیا پڑھوں۔ جبریل نے مجھے پھر بھینچا۔ حتیٰ کہ میں نے خیال کیا "اب موت ہے"۔ جبریل نے مجھے پھر چھوڑ دیا اور کہا "پڑھ" میں نے کہا۔ "کیا پڑھوں"۔ میں یہ بات صرف اس لئے کہہ رہا تھا کہ اُن سے چھوٹ جاؤں۔ کہیں پھر ویسا نہ کریں جیسا انہوں نے پہلے مجھ سے کیا تھا۔ پھر جبریل نے کہا۔ "پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے خلق کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھ تیرا پروردگار بڑا شان والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی۔ انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن سے وہ ناواقف تھا۔

پھر میں نے پڑھا اور قرأت ختم ہوگئی تو وہ میرے پاس سے چلے گئے اور میں اپنی نیند سے بیدار ہوگیا گویا وہ میرے دل میں اچھی طرح لکھا ہوا تھا۔ فرمایا پھر میں نکلا۔ یہاں تک کہ جب پہاڑ کے وسط میں تھا تو ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی۔ "اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔" میں نے دیکھنے کے لئے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے

Marfat.com

کنارے پر ایک آدمی کی شکل میں جبریل ہیں جن کے قدم افق السماء میں ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں: "اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں!" میں ان کی طرف دیکھتا کھڑا رہ گیا۔ نہ آگے بڑھتا ہوں نہ پیچھے ہٹتا ہوں، اور میں اپنی توجہ ان کی جانب سے پھیر کر آسمان کے کنارے ڈال رہا ہوں۔ آسمان کے جس کونے میں نظر ڈالتا ہوں اُن کو اس حالت میں دیکھتا ہوں۔ پس میں اسی حالت میں کھڑا ہو گیا، نہ اپنے سامنے کی جانب بڑھتا ہوں نہ اپنے پیچھے کی طرف لوٹتا ہوں۔ یہاں تک کہ میری تلاش میں خدیجہ سلام اللہ علیہا نے اپنے آدمی بھیجے تو وہ مکہ کے بلند مقام تک پہنچے۔ پھر وہ واپس ہو گئے اور میں اپنی جگہ تھا۔ پھر جبریل میرے پاس سے چلے گئے اور میں اپنے گھر والوں کی طرف چلا آیا۔ یہاں تک کہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے پاس پہنچا تو اُن کے زانوں کے پاس بیٹھ گیا اور ان کی طرف جھکا۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ کہاں تھے؟ اللہ کی قسم میں نے آپ کو تلاش کرنے اپنے آدمی بھیجے یہاں تک کہ وہ مکہ کے بلند حصے تک پہنچ کر میری طرف واپس بھی آ گئے۔ پھر میں نے اُن سے وہ چیز بیان کی جو میں نے دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا۔ "اے میرے چچا کے فرزند خوش ہو جائیے اور ثابت قدمی اختیار فرمائیے۔

Marfat.com

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خدیجہؓ کی جان ہے، بے شک میں اس بات کی امید رکھتی ہوں کہ آپ اِس امت کے نبی ہوں گے۔"

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت پر ایمان لانے میں پہل کی۔ انہوں نے صرف یہی نہیں کہا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس امت کے نبی ہوں گے" بلکہ یہ بھی فرمایا۔

"خدا کی قسم اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ آپؐ کا رداں کبھی میلا نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرتے ہیں۔ مہمان نوازی آپؐ کا شیوہ ہے۔ غریب اور محتاج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ آپؐ ضعیفوں اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ضرورت مندوں کی حاجت رفع کرتے ہیں۔ بیوہ اور نادار عورتوں کا خیال رکھتے ہیں۔ مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو چھوڑ دے۔ وہ کبھی اور کسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو رسوا نہیں کرے گا۔"

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی و تشفی دی اور اس کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلّم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

ورقہ بن نوفل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پورا واقعہ سنا اور کہا[1]۔

"یہ روح القدس ہیں۔ جو موسیٰؑ بن عمران پر نازل ہوئے تھے۔ کاش میں اُس میں شرکت کر سکتا۔ کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آپ کی قوم خارج البلد کرے گی۔"

ایک روایت میں ہے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو لے کر نہیں گئی تھیں اور آپ نے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کو سارا واقعہ سنایا تو ورقہ نے کہا[2]۔

"پاک ہے، پاک ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے۔ اے خدیجہ اگر تم نے مجھ سے سچ کہا ہے تو ناموس اکبر جو موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آ پہنچا ہے اور بے شک آپؐ اس امت کے نبی ہیں۔ تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں۔"

---

[1] صحابیات، از نیاز فتحپوری۔ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

[2] سیرت ابن ہشام، حصہ اول، مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ ۱۹۶۶ء

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے یہ تمام باتیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے گوش گزار کیں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم عبادت کی مدت پوری کرکے پلٹے تو کعبۃ اللہ کے طواف کے دوران ورقہ بن نوفل مل گئے۔ ورقہ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے پورا واقعہ دریافت کیا اور کہا[1]

" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اس امت کے نبی ہیں۔ بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آگیا جو موسیٰؑ کے پاس آتا تھا۔ اب آپ کو جھٹلایا جائے گا اور تکلیف پہنچائی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو جلا وطن کیا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے جنگ کی جائے گی۔ اگر مجھے وہ دن نصیب ہوا تو میں ضرور اللہ کے دین حق کی مدد کروں گا۔"

اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے سر مبارک کے وسط میں بوسہ دیا۔

---

[1] سیرت ابن ہشام، حصہ اول، مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ ۱۹۶۶ء

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیرُ نِسَائِھَا مَرْیَمُ بنتُ عِمْرَان وخیرُ نسائھا خدیجۃُ بنتُ خُوَیلد

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ حضرت مریم بنت عمران ساری عورتوں میں بہتر تھیں اور خدیجۃ الکبریٰ (سلام اللہ علیہا) بھی سب سے بہتر ہیں۔ متفق علیہ

(مشکوٰۃ)

عَنْ انسٍ انّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ حَسْبُكَ من نساء العٰلمین مریم بنتُ عمران وخدیجۃُ بنتُ خویلد وفاطمہ بنتُ محمدٌ وَآسیۃ امراۃ فرعون

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دنیا بھر کی عورتوں میں سے صرف ان چار عورتوں کے فضائل تیرے لئے کافی ہیں یعنی مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمدؐ اور آسیہؓ فرعون کی بیوی۔

(ترمذی)

Marfat.com

Marfat.com

باب
پنجم

رفاقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

رفاقتِ رسولؐ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا تمام مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلی ہیں جو اسلام لائیں۔[1] علمائے تاریخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اقرار و تعلیم توحید اور بت پرستی سے برأت کے بعد خدائے تعالیٰ کا پہلا حکم نماز تھا۔

پہلے نمازی

جب نماز فرض ہوئی تو جبریلؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ اعلیٰ میں تھے۔ جناب جبریلؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک وادی میں ایک سمت لے گئے اور وہاں ایک حصے کو ایڑی سے مارا، وہاں سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوا۔ جبریلؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کا طریقہ سمجھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے، اور جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو وضو کا طریقہ سکھایا اور آپ دونوں نے نماز پڑھی۔ تاریخی روایتوں میں ہے کہ ابتداء میں نماز پڑھنے والے صرف تین حضرات تھے۔ ایک جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اور حضرت علیؓ۔ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ کا قول موجود ہے۔ جناب علیؓ نے فرمایا:[2]

"میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] سیرت ابن ہشام۔ [2] اعلام الاسلام از حسن ابراہیم حسن بصری۔

Marfat.com

کے ساتھ نماز پڑھی۔" ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔" قبل اس کے کہ امت کے لوگوں میں کوئی اللہ کی عبادت کرے میں پانچ سال تک عبادت کرتا رہا۔"

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پیر کے دن نبوت ملی اور میں نے منگل کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیچھے نماز پڑھی۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شرفِ نبوت حاصل ہوا تو اس وقت بعض تاریخی روایتوں میں حضرت علیؓ کی عمر ۸ سال بعض میں دس سال اور بعض میں تیرہ سال بتائی گئی ہے۔ دس برس کی عمر پر عموماً مورّخین کا اتفاق ہے۔

حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابی رافعؓ اور حضرت زید بن ارقم جیسے جلیل القدر اصحاب کی رائے کے مطابق سب سے پہلے حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔

عفیف ابن کندی سے روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ مکہ آیا۔ وہ عباسؓ بن عبدالمطلب کے یہاں مہمان ٹھہرا۔ جب صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو وہ کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان شخص وہاں آیا اس نے آسمان کو دیکھا اور کعبہ کی سمت بڑھ کر اس کے سامنے

لہ تاریخ طبری حصہ اول، نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۸۲ (اردو ترجمہ) اور طبقات ابن سعد (صالحات وصحابیات) مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی (اردو ترجمہ)

Marfat.com

کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد ایک لڑکا اس کی داہنی سمت آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد ایک عورت اُن دونوں کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس جوان نے رکوع کیا اور سر اٹھایا اور سجدہ کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی ایسا ہی کیا۔ عفیف نے پوچھا۔

"یہ بڑی اہم بات ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟"

جناب عباسؓ نے کہا۔" یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بن عبداللہ میرا بھتیجا ہے۔ یہ عورت ان کی بیوی خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں اور یہ لڑکا علیؓ بن ابو طالب بھی میرا بھتیجا ہے۔ اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ اس ملک پر ان تینوں کے علاوہ کوئی چوتھا بھی ہو۔"

عفیف ابن کندی سے ایک روایت اور بھی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب اس کے دوست تھے۔ ایک بار موسمِ حج میں وہ لوگ منیٰ کے پاس تھے کہ اُس نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت اطمینان کے ساتھ وہاں آیا۔ اس نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ ایک عورت آئی اس نے بھی وضو کر کے نماز کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد ایک لڑکا آیا۔ وہ بھی وضو کر کے اس کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ عفیف نے جناب عباس سے دریافت کیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

Marfat.com

جناب عباس نے عقیف ابن کندی کو بتایا۔

" یہ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ ہے۔ یہ مدعی ہے کہ اسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ دوسرا میرا بھتیجا علی بن ابی طالب ہے۔ یہ بھی اس کے دین کا پیرو ہے۔ اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے۔ یہ بھی اس کی پیروہو گئی ہے۔"

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں بلا شک و شبہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سب سے پہلی مسلم خاتون تھیں۔ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے کی۔ آپ سب سے پہلے ایمان لائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء میں پہلی نماز بھی آپ نے پڑھی۔

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی میں مکمل اخلاص اور سپردگی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم سے ذرّہ برابر بھی سرتابی نہیں کی۔ اپنی ساری دولت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قدموں پر نچھاور کردی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غم گساری میں اپنی زندگی صرف کردی۔ حالات کیسے بھی رہے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے پائے استقامت

کہ ذرا سی لغزش نہیں آئی۔

اہلِ قریش نے جب اپنی سختیوں میں اضافہ کر دیا اور مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنا پڑی تو اس وقت ضرورت مند مسلمانوں کی مالی ضروریات کی تکمیل جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے کی۔ سچی بات یہ ہے کہ شادی کے وقت ہی آپ نے تمام دولت اپنے شوہر کے سامنے ڈھیر کر دی اور بڑے خلوص سے کہا[1]

"میرے پاس جو کچھ تھا وہ حاضر ہے۔ اب اس کے مختار آپ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اختیار ہے کہ یہ دولت جس طرح چاہیں صرف میں لائیں۔"

قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر سختیاں کرتے تھے اور ان لوگوں کو بھی اپنے ظلم کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے تھے۔ جو اسلام قبول کرتے تھے۔ قریش نے جناب ابوطالب کو بھی مختلف طریقوں سے اس امر پہ آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ و آلہٖ وسلم کی حمایت اور نصرت سے ہاتھ اٹھالیں مگر جناب ابوطالب نے واشگاف الفاظ میں ان کی دھمکیوں اور لالچ کو ٹھکرا دیا۔ انہوں نے ایک بار تو بہت جلال سے کہا[2]

---

[1] فاطمہؑ بنت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ از رئیس احمد جعفری۔

[2] تاریخ طبری، حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۹۴ (اردو ترجمہ)

"خدا کی قسم میرے ساتھ انصاف نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس کے برعکس قوم نے میرے خلاف ایکا کر لیا ہے۔ اور میرا ساتھ چھوڑنے کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ جو تمہارا جی چاہے کرو تمہیں اختیار ہے۔"

یہ مصائب کا زمانہ تھا مگر اس مصیبت کے دور میں بھی جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے ایمان میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ صنف نازک ہونے کے باوجود آپؑ کا دل نہ خوف زدہ ہوا اور نہ متزلزل ہوا۔ آپؑ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے شوہر کی نگہداشت اور رفاقت میں کوئی کمی نہیں آنے دیں گی۔ انہیں مخالفتوں کا علم تھا۔ اور مظالم سے بھی واقف تھیں۔ مگر جیسے جیسے مصائب میں اضافہ ہوتا جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے ایمان میں پختگی اور پائے استقامت میں مضبوطی پیدا ہوتی گئی۔

اسی زمانے میں ایک بار سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گھر واپس آنے میں دیر ہو گئی تو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا گھبراہٹ اور اضطراب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ڈھونڈنے نکل پڑیں۔

اسلام کی تبلیغ کسی طرح نہ رک سکی اور لوگ اسلام کی تعلیمات کی طرف تمام ظلم وستم کے باوجود راغب ہوتے رہے اور کفار مکہ کو اندازہ ہوا کہ وہ اس طوفان کے سامنے بند نہیں

باندھ سکتے تو قریش کے سردار جمع ہوئے اور وہاں انہوں نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے مکمل مقاطعہ کا فیصلہ کر لیا۔

شعب ابی طالب

قریش اسلام کی وسعت سے بہت خوف زدہ تھے۔ مسلمان حبشہ میں جاکر بہت اطمینان اور سکون سے تھے۔ یہ بات بھی قریش کے دلوں میں کدورت پیدا کر رہی تھی مختلف قبیلوں میں اسلام جڑیں پکڑ رہا تھا۔ ان تمام باتوں نے قریش کے ہوش اڑا دیئے تھے اور وہ دل ہی دل میں کڑھ رہے تھے۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے ان سب نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا جس کے تحت انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے شادی بیاہ کے روابط نہیں رکھیں گے۔ اُن سے خرید و فروخت نہیں کریں گے۔ یہ معاہدہ انہوں نے ایک کاغذ پر لکھا اور سب نے مل کر اس معاہدے پر عمل کرنے کا اقرار کیا۔ معاہدہ انہوں نے کعبہ میں رکھ دیا۔[1]

اِس کاغذ کے لکھنے والوں کے دو نام ملتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق لکھنے والا منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف

---

[1] تاریخ ابن خلدون، حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی صفحہ ۱۰ (اردو ترجمہ)

Marfat.com

بن عبدالدار بن قصی تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ معاہدے کو نضر بن الحارث نے لکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں بددعا کی تو اس کی چند انگلیاں بے کار ہو گئیں۔

قریش نے جو معاہدہ کیا تھا وہ صرف باہمی گفت وشنید اور زبانی الفاظ تک محدود نہیں تھا۔ انہوں نے اس معاہدے کی تشکیل میں بہت غور وخوض اور اس کے عملی پہلوؤں کو مدنظر رکھا تھا۔ اس ظالمانہ فعل میں قریش کے بڑے بڑے سردار شریک تھے۔ اُن کے لئے دو امر باعث تشویش تھے۔ اوّل یہ کہ نجاشی شاہ حبشہ نے ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو پناہ دی تھی اور اپنی جانب سے حسن سلوک کا مظاہرہ کیا تھا۔ پھر بنو ہاشم اور بنو مطلب بھی جناب ابو طالب کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نصرت پر آمادہ اور کمربستہ تھے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے انہوں نے ان کے مقاطعے کا فیصلہ کیا تھا اور معاہدہ تحریری صورت میں کعبہ میں لٹکا دیا تھا۔ اس دستاویز میں انہوں نے باہمی عہد کیا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ان لوگوں سمیت شہر بدر کیا جائے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حمایت پر کمربستہ ہیں۔ انہوں نے ان سے ہر قسم کے سماجی تعلقات کے انقطاع کا فیصلہ کیا تھا۔ خرید وفروخت پر پابندی عائد کی تھی اور یہ بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس معاہدے پر اُس وقت تک عمل کرتے رہیں گے جب تک کہ رسول

Marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اُن کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ اُن لوگوں نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو شہر سے باہر ایک گھاٹی میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ شعب ابی طالب، ابطح، بطحاء وغیرہ ناموں سے بھی معروف ہے۔ اسی بناء پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو "الابطحی" بھی کہا جاتا ہے۔

ابولہب قریش کا حامی تھا اور اُس نے ان لوگوں کی مدد کی۔ اس کا کہنا تھا کہ اُس نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا تھا جنہوں نے لات و عزیٰ کو چھوڑ دیا تھا۔

اِس موقع پر جب جناب ابوطالب نے اپنے خیالات کا اظہار اپنے اشعار میں کیا۔ انہوں نے کہا[1]

"ہمارے آپس کے تعلقات کے بارے میں بنی لوئی کو یہ پیغام پہنچا دو، اور بنی لوئی میں سے بھی خاص کر بنی کعب کو سنا دو،

کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایسا نبی پایا ہے کہ موسیٰ کی طرح گزشتہ کتابوں میں ان کا حال لکھا ہے۔

بندوں کا میلان محبت انہی کی جانب ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لئے خاص کر دیا ہو اور تمہارا وہ نوشتہ جسے

---

[1] سیرت ابن ہشام، حصّہ اول، مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی۔

Marfat.com

تم نے چھپایا کیا ہے وہ تمہارے ہی واسطے منحوس ثابت ہوگا۔
جس طرح نوحؑ کی اونٹنی کے بچے کی آواز۔ مٹی کھودے جانے سے
پہلے اور جنہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا، وہ گناہ گاروں کی طرح ہو
جانے سے پہلے ہوش میں آجائیں اور بیدار ہوجائیں۔"

" چغلخوروں کی باتوں کی پیروی کرکے ہماری دوستی اور رشتہ
داری کے اسباب، دوستی اور رشتہ داری کے بعد قطع نہ کرو۔"

یکے بعد دیگرے جنگ کے اسباب پیدا نہ کرو کیونکہ جنگ
کی دھمکیوں کا مزہ جس شخص نے بھی چکھا ہے اکثر اس نے اسے
کڑوا ہی محسوس کیا ہے۔

رب البیت کی قسم ہم وہ لوگ نہیں جو زمانے کی کسی صبر طلب
سختی یا کسی تنگی کے سبب سے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد
سے دست کش ہو جائیں۔

" ہماری تمہاری گردنیں اور ہمارے تمہارے ہاتھ قناسی چمکتی
ہوئی تلواروں سے کٹے ہیں اب تک کبھی ایک دوسرے سے جدا
نہیں ہوئے۔"

ایسے کتنے ہوئے معرکوں میں بھی جہاں ٹوٹے ہوئے تبروں
کے ٹکڑے پڑے مجھے نظر آئیں گے اور جہاں بھورے رنگ کے
گدھ شرابیوں کے جتھوں کی طرح ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔

• جس کے نواح میں گھڑدوڑ اور پہلوانوں کی آوازوں سے خارشتی

Marfat.com

اونٹوں کا ایک ہنگامہ معلوم ہوتا ہے۔"

کیا ہاشم ہمارا باپ نہ تھا جس نے اپنی قوت کو مستحکم کیا تھا اور اپنی اولاد کو نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی نصیحت کی تھی۔

"ہم جنگ سے بیزار ہونے والے نہیں یہاں تک کہ خود جنگ ہم سے بیزار ہو جائے۔ جو آفت بھی آئے ہم اس کے متعلق شکایت کرنے والے نہیں۔"

لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ ہتھیار میں چھپے ہوئے بہادروں کی روحیں رعب اور خوف سے اڑی جا رہی ہوں۔ اس وقت بھی ہم قابلِ حفاظت چیزوں کی حفاظت کے لئے غصے میں بھر جانے والے اور باوجود اس کے عقل سے کام لینے والے ہیں۔"

شعب ابو طالب میں محصور ہونے کے بعد بنی ہاشم پر سخت مصیبت کا دور آیا۔ بچے بھوکے رہنے لگے۔ بچے بھوک سے اس قدر بے حال ہو جاتے کہ انہیں نیند بھی نہیں آتی تھی۔ مگر بنی ہاشم نے ہر قسم کی مصیبت پر صبر کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا اور وہ کسی طور مصالحت پر آمادہ نہیں تھے۔ ابوجہل جس کا اصل نام عمرو بن ہشام ہے بنو ہاشم کی اس مصیبت پر بہت شاداں تھا۔

وہ معاہدہ جس کے تحت بنی ہاشم کا مقاطعہ کیا گیا تھا

ہ محرم میں نبوّت کے ساتویں[1] سال ہوا تھا۔ معتمد کے قول کے
مطابق یہ ظالمانہ تحریر یکم محرم کو لکھی گئی۔ شعب ابی طالب میں بنی
ہاشم نے دو تین سال بہت سختی اور مصیبت کے گزارے۔ قریش نے
اس قدر سختی کر رکھی تھی کہ کسی شخص کو شعب ابی طالب تک
پہنچنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ ایک بار ابوجہل نے حکیم بن حزام[2]
کو دیکھا کہ وہ کچھ گیہوں لے کر جا رہے تھے۔ حکیم حضرت خدیجہ
سلام اللہ علیہا کے بھائی حزام کے صاحبزادے تھے۔ ابوجہل
نے ان کا راستہ روک لیا اور کھانا لے جانے پر لڑائی کرنے
لگا۔ اس دوران ابوالبختری وہاں آگیا۔ ابوجہل نے حکیم کے خلاف
بھڑکانے کے لئے ابوالبختری کو بتایا کہ بنی ہاشم کو کھانا کس
طرح پہنچایا جا رہا ہے۔ ابوالبختری نے کہا کہ حکیم تو اپنی پھوپی
کا کھانا لے کر جا رہا ہے اسے مت روک۔ ابوجہل نہ مانا تو
ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے ابوجہل کے سخت
ضرب ماری۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ شعب ابی طالب میں محصور
افراد کن سختیوں کو جھیل رہے تھے۔ اور قریش کی ناکہ بندی
کس درجہ سخت تھی۔

---

[1] سیرت النبیؐ حصہ اول، شبلی نعمانی، طبع چہارم صفحہ ۲۴۵

[2] سیرت ابن ہشام، صفحہ ۳۵۵، اردو ترجمہ، از مولانا عبدالجلیل صدیقی۔

ایک روز جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا جناب ابو طالب کو مژدہ سنایا کہ اُس معاہدے کو جس کے تحت قریش نے ان کا مقاطعہ کیا تھا۔ دیمک چاٹ گئی ہے اور صرف وہ حصے رہ گئے ہیں جہاں جہاں اللہ کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ جناب ابو طالب نے پوچھا۔

"کیا تمہارے پروردگار نے تمہیں اس امر سے مطلع کیا ہے؟"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ہاں۔"

جناب ابو طالب نے کہا۔

"خدا کی قسم تم پر کوئی فتح یاب نہیں ہو سکتا۔"

اس کے بعد ابو طالب قریش کے پاس گئے۔ انہوں نے قریش سے کہا کہ انہیں ان کے بھتیجے نے خبر دی ہے کہ معاہدے کو دیمک چاٹ گئی ہے۔ انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے پر اس قدر یقین تھا کہ انہوں نے ببانگِ دہل کہا۔

"اگر ایسا ہے تو تم اپنے مقاطعے سے باز آجاؤ۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں بھتیجے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے سپرد کر دوں گا۔"

قریش اس بات پر راضی ہو گئے اور جب اس تحریر کو دیکھا گیا تو سب کو شرمندگی ہوئی۔ کیونکہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم نے فرمایا تھا سب کچھ بعینہٖ ویسا ہی ہوا تھا۔

عَام الحُزن

شعب ابی طالب کی سختیوں نے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو بہت مضمحل کر دیا تھا۔ آپ شعب ابی طالب سے نکلنے کے کچھ عرصے بعد اور بعض روایتوں میں تین دن بعد اور ہجرت سے قبل تقریباً ۶۵ برس کی عمر میں رحلت کر گئیں۔ آپؓ کی وفات ۱۰ رمضان ۱۰ھ نبوت کو ہوئی[۱] اسی سال جناب ابو طالب کا انتقال بھی ہوا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال قرار دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نہیں آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے جان نثار رفیقہ اور محسنۂ اسلام کو قبر میں اتارا۔ حجون میں آپ کا مدفن ہے۔ علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے اپنی تالیف بذل القوۃ میں لکھا ہے[۲]

۱۰ نبوت میں مشہور قول کے مطابق جناب ابوطالب

---

[۱] طبقات ابن سعد (صالحات وصحابیات) مطبوعہ نفیس اکیڈمی صفحہ ۳۴ (اردو ترجمہ) [۲] عہد نبوت کے ماہ وسال از محمد ہاشم ٹھٹوی۔

Marfat.com

کی وفات کے تین دن بعد صاعد کے قول میں، ابوطالب کی وفات سے ڈیڑھ مہینے پہلے اور بقول بعض ان کی وفات سے پچاس دن پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کا ۶۵ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں ۲۵ برس رہیں۔"

ہاشم ٹھٹھوی نے ان کی وفات ۱۰ر رمضان ۱۰ نبوت لکھی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی جدائی کا بے حد قلق تھا اور واقعات سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عمر بھر حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے لئے ملول رہے اور انہیں یاد کرتے رہے۔

ابن خلدون کے مطابق جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی ہے اور اُن کی وفات کے ۳۵ یا پچپن روز بعد حضرت ابوطالب نے رحلت کی ہے۔ ابن خلدون لکھتا ہے:۔

" درحقیقت[1] حضرت ابو طالب کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کوئی ایذا نہیں پہنچا

---

[1] ابن خلدون حصہ اول مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۵۲ اور صفحہ ۵۳ (اردو ترجمہ)

Marfat.com

سکتا تھا۔ ہر کام میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اعانت کرتے تھے۔ مخالفین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مخالفت سے روکتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سے بھی آپ کو بے حد انس تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نبوّت کی تصدیق کی تھی۔"

Marfat.com

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے اس امت کے نبئ منتظر آپؐ ہی ہیں صرف آپؐ"

خدا کی قسم آپؐ کا رواں کبھی میلا نہ ہو گا۔

آپؐ عزیزوں سے حسن سلوک کا برتاؤ کرتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں۔ غریبوں اور بے کسوں کی مدد کرتے ہیں۔ ضرورت مندوں کی حاجت پوری کرتے ہیں۔ مفلس اور بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں ان کے کام آتے ہیں۔ خدا آپؐ کو کبھی اور کسی حالت میں رسوانہ کرے گا۔

(فاطمہؑ بنت محمدؐ)

(از رئیس احمد جعفری)

Marfat.com

باب ششم

مناقب حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

مناقب حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے ۲۵ برس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رفاقت میں بسر کیے۔ بعض تاریخی کتب میں یہ مدت چوبیس سال اور بعض کتابوں میں اٹھائیس سال بتائی گئی لیکن پچیس برس پر عمومی اتفاق ہے۔ آپ کی وفات ہجرت سے قبل ہو گئی تھی۔ اور اس وقت تک نماز عام مسلمانوں پر فرض نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی نماز جنازہ کا حکم آیا تھا۔

جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے پچیس برس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں اس طرح بسر کیے کہ اُن کی ہمسری تو بڑی بات ہے اس کی مثال بھی ملنا مشکل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ان کے خلوص، ایمان اور خدمت گزاری کا اعتراف تھا۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے جس دلسوزی کا اظہار کیا وہ قابلِ صد تحسین ہے۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا انتخاب اپنی مرضی سے کیا تھا اور پہلے ہی دن سے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صاحبِ نبوت ہونے پر یقین تھا۔

آپ کی جانب سے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی محبت

Marfat.com

خدمت گزاری، ہمدردی اور اخلاص کا اعتراف اس امر سے ملتا ہے کہ جب تک جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا رفیق حیات رہیں اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دوسری شادی نہیں کی۔ اس کی دوسری مثال امیرالمومنین جناب علی ابن ابی طالب کی زندگی سے ملتی ہے۔ جناب علیؓ نے بھی جناب فاطمہؓ کی زندگی میں دوسری شادی نہیں فرمائی، اور اس کا گمان بھی اُن کے قلب کو آلودہ نہ کرسکا۔ حالانکہ ایک سے زیادہ شادیوں کا رواج تھا اور اسے کوئی بُری بات بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اور نہ ہی اس عہد کی خواتین کے لئے سوکن کوئی بُرا لفظ تھا۔

تصدیق نبوّت

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم غارِ حرا سے تشریف لائے تو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان مبارک سے اس واقعہ کی تفصیل سماعت فرمائی۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی بزرگی کے لئے یہ واقعہ دلیل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی ذکاوت اور تصدیق حق کی

Marfat.com

صلاحیت کا یقین تھا۔ اس موقع پر جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے تمام واقعہ سُن کر جن خیالات کا اظہار فرمایا انہیں تاریخ کے صفحات نے محفوظ کر لیا ہے اور ایک ایک لفظ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی شخصیت کے بارے میں بتاتا ہے کہ اُن کی ذات کو اپنے شوہر کی کلّی معرفت حاصل تھی اور وہ اس امر کا شعور کامل رکھتی تھیں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی ذات توحید الٰہی کی معرفت کا منارۂ نور ہے اس موقع پر آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تشفی دی اور کہا:[1]

" خدا کی قسم! اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ آپ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ غریبوں اور ناداروں کی زحمت رفع کرتے ہیں ضعیفوں اور کمزوروں کا بوجھ دور کرتے ہیں۔ مصیبت زدہ آپ کی اعانت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ آپؐ کو چھوڑ دے۔"

ایمان

جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

---

[1] صحابیات، از نیاز فتح پوری (ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا)

کی ذات پر ایمان لانے میں سبقت کی۔ وہ دنیا میں پہلی مسلمان ہیں۔[۱]
یہ ایمان ان تمام امور پر بھی تھا جو خدا کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نازل ہوا تھا۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غم گساری اور دل جوئی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ جب مخالفین اور دشمن آپ کے پیغام کو سُن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جھٹلانے کے لئے گناہ میں ملوث ہوتے تھے تو ایسے مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ملول اور افسردہ خاطر ہوتے تھے۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی ذات ان موقعوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دلاسہ دیتی تھی اور اس کلفت کو دور کرتی تھی جو دشمنوں کے رویّے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دل پر طاری ہو جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیغام کی عظمت سے ناواقف لوگ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیغام کا مذاق اڑانے کی جسارت کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان باتوں سے رنجیدہ ہو جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رنج کو رفع کرنے والی ذات جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی تھی۔ جناب ابوطالب کی سینہ سپری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی افسردگی دور کرنے کا باعث بنتی تھی۔

---

[۱] تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۴۳ (اردو ترجمہ)

Marfat.com

جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے روز اول ہی کہہ دیا تھا کہ "خدا کی قسم اس امت کے نبیٔ منتظر آپ ہی ہیں اور صرف آپ۔"

اذان

غور فرمائیے کہ خاتون اوّل جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے لبوں سے توحید و رسالت کی تصدیق و توثیق میں پہلی بار جو کلمہ طیبہ ادا ہوا وہ اس وقت سے لے کر قیامت تک کے لیۓ مسلمان ہونے کی گواہی بن گیا ہے۔ انھوں نے واضح الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اللہ کا رسول ماننے کا اقرار کیا تھا۔ آج بھی اسلام کی پہلی شرط اُن کے ہی الفاظ میں خدائے تعالیٰ کی توحید کا اقرار اس وقت تک کامل نہیں پاتا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات بابرکات کو خدائے تعالیٰ کا بھیجا ہوا نبی اور رسول تسلیم نہیں کیا جائے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا رہے اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رسالت پر ایمان نہ لائے تو اس کے اقرار توحید الہٰی سے اس کا اسلام ثابت نہیں ہوگا۔ اسلام کے دائرے میں آنے کے لیۓ توحید باری تعالیٰ کے بعد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رسالت کا اقرار لازم ہے۔

عالم اسلام کی ہر مسجد میں اذان اسی کلمے کا اعادہ ہے۔

Marfat.com

جو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے لبوں سے ادا ہوا تھا۔ آپؑ کی زبان نے وہ الفاظ ادا کردیئے جن پر اللہ تعالیٰ نے پسندگی کی مہر لگا دی اور ان الفاظ کو ابد تک کے لئے حیات جاوید بخش دی۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے اخلاص سے بھرے دل نے اس شدتِ یقین اور کمالِ ایمانی کے ساتھ صداقت رسالت کی تصدیق کی تھی کہ یہ الفاظ اسلام کی پہچان، کلمہ کی زینت، اذان کا جز اور ہر مسجد کی پیشانی پر چمکنے والے الفاظ کی شکل اختیار کرکے ہمیں جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی عظمت کی یاد دلاتے ہیں۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو ایک کھوکھلے مدتی کے گھر کی خوش خبری دیں۔ جس میں نہ شور ہے نہ تکلیف۔

جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو پروردگار کا سلام بھی پہنچا تھا۔ ظاہر ہے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے جس اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی کی خدمت کی تھی اور جس عجلت اور بصیرت سے ایمان لانے میں سبقت کی تھی اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام یقینی امر تھا۔

Marfat.com

ایک بار جبریل علیہ السّلام جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا کہ آپ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو پروردگار کا سلام پہنچادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو جناب جبریل کا پیغام دیا اور اللہ تعالیٰ کا سلام انہیں پہنچایا۔[1]

حبشہ کی ہجرت کے واقعہ کے بعد اہلِ مکّہ نے اپنے ظلم وستم میں بے حد اضافہ کر دیا تھا۔ وہ باہم مل جل کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خلاف منصوبے بناتے تھے۔ عام مسلمانوں پر ان کے ظلم بے حد بڑھ گئے تھے۔ اس زمانے میں جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا بدستور مسلمانوں کی دستگیری اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غمگساری کے فرائض ادا کرتی تھیں۔ اُن کے دل میں ہر لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حفاظت اور امان کا خیال رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اگر گھر آنے میں ذرا دیر ہو جاتی تو آپ مضطرب اور بے چین ہو جاتی تھیں۔ اہلِ مکّہ کے رویّے دیکھ کر اور روزانہ کی خبریں سنکر جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں

---

[1] مشکواۃ شریف، باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

Marfat.com

بے حد تشویش رہتی تھی۔ انہیں خدشہ تھا کہ اہلِ مکہ اپنی دشمنی میں اس قدر دیوانے ہو گئے ہیں کہ اُن سے خطرناک سے خطرناک اقدام کا امکان ہے۔ یہ بات جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے لئے بے چینی کا سبب تھی۔ اسی زمانے میں ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گھر آنے میں دیر ہو گئی۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا اس بناء پر بے حد پریشان ہوئیں۔ انہیں خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں ابو جہل اور اس کے ساتھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے کسی خطرے کا باعث نہ بن گئے ہوں۔ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھنے کے لئے نکل پڑیں۔ راستے میں جناب جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں ملے اور انہوں نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات سے آگاہ کیا تو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

" وہ جبریل تھے۔ انہوں نے تمہیں سلام کہا ہے اور تمہیں جنت کی خوش خبری دی ہے، جہاں سونے کے محل ہوں گے اور وہاں امن اور چین ہی چین ہوگا۔"

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں احادیث کی کتب

لہ جامع ترمذی، مناقب حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا۔

مثلاً مشکواۃ، ترمذی، بخاری وغیرہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ مناقب مستند حوالوں سے موجود ہیں۔

افضل ترین خاتون

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا[1]

"مریم بنت عمران ساری امت کی عورتوں میں بہتر تھیں اور خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا بھی سب سے بہتر ہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے روایت ہے کہ جناب عائشہؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سے جتنا رشک جناب خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا پر ہوتا تھا اتنا کسی اور پر نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ انہوں نے جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو دیکھا بھی نہیں تھا۔[2]

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے کرکے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے۔[3] ایسے مواقع پر

---

[1] جامع ترمذی۔ مناقب حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

[2] مشکواۃ شریف مناقب حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

[3] مشکواہ شریف مناقب حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

حضرت عائشہ رضؓ کہہ دیتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ کے خیال میں جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے سوا کوئی عورت ہی نہیں تھی۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ایسے مواقع پر جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی تعریف و توصیف کرتے تھے۔ ان کے مناقب بیان کرتے تھے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی اولاد ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ تمام جہانوں میں چار عورتیں[1] تمہارے لئے کافی ہیں۔ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد سلام اللہ علیہا، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور آسیہ زوجہ فرعون۔

رسُولِ اکرمؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی محبّت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا سے جو محبت تھی یہ اسی کا سبب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ان تمام لوگوں سے خوش ہو کر ملتے تھے جنہیں جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا سے کوئی نسبت ہوتی تھی۔ ایک بار حسانہ آپ صلی اللہ

---

[1] جامع ترمذی۔ مناقب حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا۔

Marfat.com

علیہ و آلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم حسانہ سے بہت مہربانی اور نرمی سے ملے۔ حسانہ کے جانے کے بعد حضرت عائشہ رضؓ نے دریافت کیا۔

"یہ بڑھیا کون تھی؟" آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا "خدیجہ سلام اللہ علیہا کی سہیلی۔ اسے خدیجہ سلام اللہ علیہا سے بہت محبّت تھی۔"

ایک مرتبہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی بہن ہالہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے دروازے پر آکر آنے کی اجازت مانگی۔ جیسے ہی رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے گوشِ مبارک میں اُن کی آواز آئی تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم بے چین ہو گئے اور فرمایا۔

"یہ تو بالکل خدیجہ سلام اللہ علیہا کی آواز ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہالہ ہیں۔"

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ایک بار بہت واضح الفاظ میں جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی خدمات، اُن کے خلوص اور دین حق سے محبّت کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا۔

"خدیجہ سلام اللہ علیہا نے اس وقت میری تصدیق کی جب تمام قوم میری تکذیب کے درپے تھی۔ وہ اُس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب تمام لوگوں نے میری باتیں سننے سے انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے اس وقت میرے سامنے اپنا مال و متاع پیش کیا جب کوئی شخص مجھے ایک درہم بھی دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔"

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ حصہ ہشتم حرف تہجی "خ" کے ذیل میں۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر بی بی خدیجہؓ کو یاد کرتے اور اُن کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے کہہ دیا کہ وہ تھیں کیا ؟ ایک بڑھیا اور بیوہ تھیں۔ خدا نے ان کے بدلے ان سے بہتر بیوی آپ کو دی۔ آپؐ کا چہرہ غصّے سے سُرخ ہو گیا اور فرمایا

"خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر بیوی مجھے نہیں ملی وہ ایمان لائیں اس وقت جب سب کافر تھے۔ انہوں نے میری تصدیق کی اس وقت جب سب مجھے جھٹلا رہے تھے۔ انہوں نے ساری دولت مجھ پر قربان کر دی"

بی بی عائشہؓ کا بیان ہے کہ "اس دن کے بعد سے میں نے عہد کر لیا کہ آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسی بات نہ کہوں گی۔"

——— (مسلمانوں کی مائیں از رازق الخیری)

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا سے پہلے اسلام کی سعادت نہ کسی مرد کو نصیب ہوئی اور نہ کسی عورت کو۔

(ابن اثیر)

Marfat.com

Marfat.com

باب
ہفتم

اولاد

Marfat.com

اَولاد

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے مناقب میں اس امر کا اظہار بھی کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اولاد اُن ہی کے بطن سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دشمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ابتر (نعوذ باللہ) کہتے تھے۔ مگر جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی ذات بابرکات کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دشمنوں کو شکست دی اور انہیں رسوا کر دیا۔

جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دو صاحبزادے ہوئے۔ جناب قاسم اور جناب عبداللہ۔ جناب قاسم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ابوالقاسم بھی کہلاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دونوں صاحبزادے نبوت سے پہلے ہی کم عمری میں وفات پاگئے تھے۔ جناب قاسم پیروں پیروں چلنے لگے تھے۔ ان کا انتقال مکّے ہی میں ہوگیا تھا۔

صَاحبزادیاں

صاحبزادیوں کے بارے میں مورخین میں اختلاف روایات ملتا ہے۔ علمائے اہل سنت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کی صاحبزادیوں کی تعداد چار ہے۔ جناب زینب، جناب رقیہ، جناب ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ۔ اس کے برخلاف شیعی راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ صاحبزادی جو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بطن سے تھیں صرف جناب فاطمۃ الزہراؓ ہیں۔ شیعی رواۃ کے نزدیک جناب رقیہ، جناب ام کلثوم اور جناب زینب ربیبہ تھیں اور حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی نسبت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹیوں کی طرح عزیز تھیں۔

اس بات سے قطع نظر کہ اس ضمن میں تاریخی حقائق کیا ہیں اور تجزیہ نگار اپنے اپنے مؤقف کی تائید میں کیا کیا دلائل پیش کرتے ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ صرف جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ملتے ہیں متفق علیہ تاریخی حوالوں سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمۃ الزہراؓ کے بارے میں جس تسلسل سے اور جذبۂ شفقت کے ساتھ کلمات ادا فرمائے ہیں وہ کسی اور خاتون کے بارے میں نہیں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس سے بی بی فاطمہؓ خفا ہوں گی خدا بھی اس سے ناراض ہوگا اور جس سے بی بی فاطمہؓ خوش ہوں گی خدا بھی اس سے راضی ہوگا"

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

Marfat.com

"فاطمہؓ مجھ سے ہے جس نے اُسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی فرمایا ہے:۔

"میں نے کسی کو فاطمہؓ سے افضل نہیں پایا سوائے ان کے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؓ کو بشارت دی تھی کہ وہ جنت میں ——— تمام عورتوں کی سردار ہوں گی۔

جناب فاطمہؓ کی ولادت ۶۰۶ء عیسوی، نبوت سے ۵ سال قبل ہوئی ہے۔ آپ کا نکاح جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچیرے بھائی حضرت علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر بعض روایتوں کے مطابق پندرہ سال سے کچھ زیادہ اور حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔ اس طرح حضرت علیؓ جناب فاطمہؓ سے عمر میں چھ سال بڑے تھے۔ شادی کی تقریب ۲ھ ہجری میں منعقد ہوئی۔ جناب فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔[۱]

---

[۱] فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ از رئیس احمد جعفری صفحہ ۹۶

Marfat.com

"میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جو اپنی نعمتوں کے باعث تعریف اور تحسین کا سزاوار ہے اور اپنی قدرتوں کے باعث عبادت اور پرستش کے لائق ہے۔ اس کی حکمرانی ہر جگہ قائم ہے۔ زمین اور آسمان پر اس کا حکم چلتا ہے۔ پھر اپنے احکام کے لئے انہیں آپس میں الگ الگ کیا اور اپنے دین کے ذریعے انہیں سربلندی عطا فرمائی اور اپنے نبی کے ذریعے انہیں عظمت اور منزلت عطا فرمائی۔ بلاشبہ اللہ نے شادی کو ایک لازمی چیز قرار دیا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ کے آخر میں فرمایا۔

"اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؓ کی شادی علیؓ سے کر دوں۔ پس میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے علیؓ کا نکاح فاطمہؓ سے چار سو مثقال چاندی کے عوض کر دیا ہے۔"

خطبے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دونوں کے درمیان حسن معاشرت اور اولاد صالح کی دعا مانگی۔ دعا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے کھجوریں لائی گئیں۔

جناب فاطمہؓ کے بارے میں سورہ احزاب میں آیۂ تطہیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؓ کی فضیلت کا ثبوت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے جناب فاطمہؓ کے گھر تشریف لاتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر جنگ سے واپس

آتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتے۔ پھر جناب فاطمہؓ کے گھر تشریف لاتے۔ اس کے بعد ازواجِ مطہرات رضؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب سے زیادہ کس سے محبت فرماتے تھے تو جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔

"عورتوں میں جناب فاطمہؓ اور مردوں میں جناب علیؓ سے"۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات سے چھ ماہ بعد ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ آپ کی وفات بروایتے ۳ رمضان سنہ ۱۱ ہجری کو ہوئی۔ آپ سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "میرے اہل بیتؓ میں سب سے پہلے جناب فاطمہؓ مجھ سے ملیں گی۔"

حضرت مریم سلام اللہ علیہا اپنے عہد کی سیدۃ النساء تھیں جب کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا رہتی دنیا تک سیدۃ النساء کے لقب سے سرفراز ہیں [1]

---

[1] فلسفۂ شہادت از علامہ مرتضیٰ مطہری مترجم

Marfat.com

اُمُّ المومنین

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

تالیف

نیّر ندیم

ناشر

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ۔ کراچی

Marfat.com